



تہہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

MONTHLY  
HUMAN RIGHTS WATCH  
LAHORE

ماہنامہ  
ہیومن رائٹس واچ  
لاہور

جولائی 2024ء 2010ء سے مسلسل اشاعت ABC CERTIFIED



عواکد دست یا آئی ایم ایف کا بچہ؟



معروف ناول، افسانہ، کالم اور مقالہ نگار  
مصنفہ، انسانی رویوں کی ماہر اور شخصیت ساز  
محترمہ عنید لیب بھٹی کا خصوصی انٹرویو



پاکستان کی خستہ حالی کا ذمہ دار کون؟



نوجوان نسل کی تخلیقی صلاحیت اجاگر کرنا ضروری ہے

**A Refreshing Way Naturally**

# آفتاب قرشی صندل

قدرتی صندل کی نیچرل ریفریشنگ کا ٹھنڈا میٹھا احساس



**Aftab Qarshi Dawakhana:** Muzamil Town, 20-Km, Multan Road, Chong, Lahore. Ph: +92-42-37511532-3.  
Web: [www.aftabqarshi.com](http://www.aftabqarshi.com) Email: [aftabqarshi@hotmail.com](mailto:aftabqarshi@hotmail.com)  
[www.facebook.com/AftabQarshi](https://www.facebook.com/AftabQarshi)

جولائی 2024ء

1

ہیومن رائٹس واچ



ٹیننگ ایڈیٹر

نعیم اختر

ایڈیٹر

عمارہ جہاں زیب

چیف ایڈیٹر

غلام مصطفیٰ چودھری

جوائنٹ ایڈیٹر

نرہت عروج بیگ، مہوش انور

ڈپٹی ایڈیٹر

چوہدری محمد عبداللہ

ایگزیکٹو ایڈیٹر

ایم نصیر بیگ

چیف فوٹو گرافر

عبدالرشید لودھی

شوہز ایڈیٹر

توحید اختر

اسسٹنٹ ایڈیٹر

بشری رضوان / شگفتہ سمن

### مشاورتی بورڈ

- قیوم نظامی • کاشف بشیر خان
- ضمیر آفاقی • سبحان عارف صہبائی
- قیصر علی خان لودھی • عبدالعزیز
- عندلیب بھٹی • صنم خان

### قانونی مشیر

- ایڈووکیٹ سپریم کورٹ  
میاں محمد بشیر
- ایڈووکیٹ چیف ایگل ایڈوائزر  
عظیم اعجاز
- ایڈووکیٹ ہائی کورٹ  
ایگل ایڈوائزر  
فیاض احمد ملک

### قیمت اندرون ملک

100/- روپے فی شمارہ

### قیمت بیرون ملک

- فی شمارہ
- امریکہ 4 ڈالر ————— برطانیہ 2 پونڈ
- کینیڈا 4 ڈالر ————— یورپین ممالک 3 یورو
- سعودی عرب 10 ریال ————— متحدہ امارات 10 درہم

### اس شمارے میں

- اداریہ
- سیف الملوک میں زندگی کا فلسفہ
- عوام دوست یا آئی ایم ایف کا بجٹ؟
- تعصب (معاشرتی متعصبانہ رویوں کی ایک کہانی)
- خواجہ سرا، تاریخ، تہذیب اور جدید دور
- تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی، داستانوں میں
- پاکستان کی خستہ حالی کا مددگار کون؟
- کرنسی نوٹ اور ہماری اقدار
- معروف مصنف، ناول، افسانہ، کالم اور مقالہ نگار عندلیب بھٹی کا انٹرویو
- نوجوان نسل کی تحقیقی صلاحیت اجاگر کرنا ضروری ہے
- دنیا کے خواتین
- ہیلتھ اینڈ فٹنس
- شوہز کی دنیا
- ادبی ورثہ
- سپورٹس
- خصوصی رپورٹس
- لوگ کیا کہتے ہیں؟
- انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں
- بین الاقوامی خبریں
- سوشل راؤنڈ اپ

### جزل نمبر مارکیٹنگ

عمیر جٹ

### سرکیشن منیجر

علی امیر

### کمپوزنگ

اختر شہزاد

### آرٹ اینڈ ڈیزائننگ

ساجد ہتھاب

### اندرون ملک نمائندگان (اعزازی)

- لاہور ————— عابد حسین ڈاکٹر محمد رفیق
- اسلام آباد ————— نعیم ناز
- راولپنڈی ————— ناصر محمود
- ملتان ————— چوہدری محمد الیاس، تنویر صدیقی
- کوٹ ادو ————— رانی وحیدہ ملک
- فیصل آباد ————— زاہد محمود
- سرگودھا ————— ثناء نصیر شیخ
- چنیوٹ ————— سیف علی خان
- بہاولپور ————— ذوالفقار علی
- بہاولنگر ————— ملک صفدر رفیاء
- ڈیرہ غازی خان ————— طیب فاروق
- صوبہ سندھ ————— دلاور خان قادری
- کراچی ————— محمد ندیم سلیمانی
- کوئٹہ ————— اعظم جان زرکون
- پشاور ————— صاحبزادہ طالع سعید
- مظفر آباد ————— ڈاکٹر قمر تنویر

### بیرون ملک نمائندگان

- منور علی شاہد..... یورپین ممالک
- مقصود قصوری..... آسٹریلیا
- محمد رضوان..... مشرق وسطیٰ

رابطہ آفس: 231/12 علامہ اقبال روڈ، مصطفیٰ آباد، لاہور (پاکستان)

Contact: 0336-0810800 Whatsapp: 0300-4539241

HRW Lahore /humanrightswatchpk /humanrightswatchmagazine

E-mail: humanrightswatchlhr@gmail.com, humanrightswatchpk@gmail.com

پبلشر مہوش مصطفیٰ چودھری نے عکاظ پرنٹرز، فیروز پور روڈ لاہور سے چھپوا کر 231/12، علامہ اقبال روڈ لاہور (پاکستان) سے شائع کیا۔ نوٹ: ادارہ کا جملہ شائع شدہ مندرجات سے متعلق ہونا ضروری نہیں ہے

## بڑھتی ہوئی مہنگائی اور بجلی کے بلوں سے پریشان عوام

مالی سال 2024-25ء کا بجٹ نافذ ہو چکا ہے۔ جس کے بعد عوام کی مشکلات مزید بڑھ گئی ہیں۔ بجٹ میں عام آدمی اور تنخواہ دار طبقے پر ٹیکسوں کی بھرمار کی گئی جبکہ اشرافیہ کی مراعات میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ ملک میں روز بروز بڑھتی ہوئی غربت، مہنگائی اور بے روزگاری کی وجہ سے عوام کا جینا دو بھر ہو چکا ہے۔ غریب تو سسک سسک کر جی رہا ہے اور مر رہا ہے۔ لوگوں کیلئے اب بچوں کو تعلیم دلانا بھی مشکل ہو رہا ہے۔ ان کی ترجیح بچوں کو دودھ اور کھانا فراہم کرنا بن چکی ہے۔ جس کیلئے وہ دن رات جدوجہد کر کے بمشکل بچوں کا پیٹ پال رہے ہیں۔ بجلی، گیس، پٹرول اور دیگر ضروریات زندگی کی اشیاء کی قیمتوں میں بے تحاشا اضافے نے عوام کو سخت تشویش میں مبتلا کر رکھا ہے۔ گزشتہ کچھ ماہ سے تو بجلی کے بلوں میں بے تحاشا اضافے نے تو عوام کی چیخیں نکال کے رکھ دی ہیں۔ کوئی بھی ایسا طبقہ نہیں جو بجلی کے بلوں سے متاثر نہ ہوا ہو۔ مہنگائی زدہ عوام کی زندگیاں بجلی کے بلوں نے اجیرن کر دی ہیں۔ آئے روز بجلی مہنگی ہونے سے بل آمدن سے بھی زیادہ ہو چکے ہیں۔ شہریوں کی جانب سے بجلی کے نرخ حد سے زیادہ بڑھانے، اوور بلنگ اور سرچارجز کے خلاف ملک بھر میں زبردست احتجاج سامنے آ رہا ہے۔ دوسری جانب ادویات کی بے انتہاء بڑھتی ہوئی قیمتیں لوگوں کی پہنچ میں نہیں رہی۔ غرض مہنگائی، بے روزگاری، غربت اور بجلی کے بلوں نے عوام کا جینا محال کر کے رکھ دیا ہے۔ اب تو بجلی کے اضافی بل ہی عوام کے لئے سب سے بڑا مسئلہ اور پریشانی کا سبب بن چکے ہیں۔ اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت فوری طور پر عوام کو ریلیف فراہم کرنے کیلئے خصوصی اقدامات کرے اور بجلی کے نرخوں میں کمی کے ساتھ ساتھ اوور بلنگ کا بھی خاتمہ کیا جائے۔ تاکہ مہنگائی، بے روزگاری اور بجلی کے بلوں کی وجہ سے سخت پریشان عوام کو کچھ سکھ کا سانس مل سکے۔

## وفاقی و پنجاب حکومت کے بروقت احسن اقدامات

وزیراعظم میاں محمد شہباز شریف نے 200 یونٹس تک ماہانہ بجلی استعمال کرنے والے گھریلو صارفین کیلئے 50 ارب روپے کے ریلیف کا اعلان کیا ہے۔ وفاقی حکومت کے اس فیصلے سے اڑھائی کروڑ گھریلو صارفین کو جولائی، اگست اور ستمبر میں چار روپے سے سات روپے فی یونٹ بجلی کے بل میں فائدہ ہوگا۔ ایسے وقت میں جب عوام بجلی کے بھاری بھر کم بلوں کے بوجھ تلے دب رہے ہیں وزیراعظم کا حالیہ اقدام غریب لوگوں کیلئے بڑا ریلیف اور ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا ہے جو کہ قابل تحسین اقدام ہے۔ اسی طرح وزیراعلیٰ پنجاب مریم نواز شریف نے بھی پنجاب کی عوام کو بڑی سہولت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس کے مطابق 200 یونٹس تک بجلی استعمال کرنے والے صارفین کو فوری سولر فراہم کیے جائیں گے جبکہ 200 سے 500 یونٹس تک بجلی استعمال کرنے والے صارفین کو 25 فیصد رقم پنجاب حکومت ادا کرے گی اور باقی 75 فیصد رقم بلا سود آسان قسط میں واپس لی جائے گی۔ بلاشبہ ایسے اقدامات سے عوام کی مشکلات میں کمی واقع ہوگی۔ مزید برآں حکومت کو اسی طرح مہنگائی میں کمی لانے کیلئے بھی ٹھوس لائحہ عمل اپنانا ہوگا۔ تاکہ لوگوں کے مسائل میں کمی واقع ہو سکے۔



ڈاکٹر صفی صدف

کا راستہ کانٹوں بھرا ہے۔ اس سے نہ ڈر کر جدوجہد کرنے والے کامیاب ہوتے ہیں۔

ریت وجود تیرے وچ سونا اینویں نظر نہ آوے ہنجواں دا گھٹ پانی دھوویں ریت مٹی رڑھ جاوے کنڈے سخت گلاباں والے دوروں دیکھ نہ ڈریئے چوہاں چھیلے رت چوایئے جھول پھلیں تہ بھریئے انسان کا وجود ریت کی مانند ہے، جس کے اندر سونا

مٹی کے غلاف میں لپیٹ کر رکھا گیا ہے۔ اس خشک ریت کو آنسوؤں سے بھگوایا جائے تب سونا نظر آتا ہے۔

باطن میں جھانکنا اور اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی ذمہ داری انسان کی ہے۔ مقابلے کی لگن انسان کے وجود

میں پوشیدہ رازوں کو یکجا کر کے اسے مضبوط اور ناقابل تخیل بنا دیتی ہے۔ ہر انسان کو زندگی کرنے کے لئے دل کی

دولت کے ساتھ ساتھ دنیاوی روپیہ پیسہ اور وسائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ میاں محمد اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں

دنیا دی ہر مشکل تائیں دولت کرے آسانی ڈاڈے قفل اتارے ایہہ وی کنجی ہے رحمانی

اگرچہ صوفی پوری دنیا کو خدا کی زمین سمجھ کائنات کے لوگوں کو ایک کنبہ سمجھتا ہے لیکن جس زمین پر اس کا جنم

ہوتا ہے جو اسکی شناخت بنتی ہے اس کی اہمیت سے آگاہ ہوتا ہے۔ وطن کی مٹی اور ہوائیں انسان کے وجود کے

موافق ہوتی ہیں وہ وہاں آزادی، اپنائیت اور اطمینان محسوس کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کا وارث ہوتا ہے جب کہ

پردیس میں اسے بیگانگی کا سامنا ہوتا ہے۔ پھر ہر فرد اپنی قوم اور نسل کے لوگوں میں خوشی محسوس کرتا ہے۔ انسان کو

ایسی مخلوق کی بادشاہی گراں گزرتی ہے جن کے ساتھ اس کی کوئی بھی سانچہ نہ ہو۔

توڑے کتے بن کے رہیے وچ وطن دیاں گلیاں در در جھڑکاں سہیے تاں وی فر پردیسیوں بھلیاں

سیف الملوک میں زندگی کا فلسفہ

# سیف الملوک میں زندگی کا فلسفہ

ایسے سینکڑوں اشعار موجود ہیں جو وقت کے نئے تقاضوں کے آئینوں میں سنور کر، معانی اور سیاق و سباق کے نئے پیرہن زیب تن کر کے ہر مکتبہ فکر اور عمر کے لوگوں کی اخلاقی اور جمالیاتی تربیت گاہ کا درجہ اختیار کر چکے ہیں ان اشعار کو پڑھ کر آحساس ہوتا ہے کہ انسانی عقل نے تجربے کے صندوق میں رکھے صدیوں کے حاصل و وصول کی چھان بین اور تجزیہ کر کے انھیں عالمی سچائی کے روپ میں پیش کیا ہے۔ میاں محمد بخش کے اور بھی بہت سے کمالات اور اعزازات ہیں لیکن سب سے بڑا کمال محنت، جدوجہد، کوشش اور صدق سے نامہربان حالات کو بدلنے کا ہنر ہے جو ان کے ہر شعر کے قلب میں دھڑکن کی طرح سایا ہوا ہے۔

عشق زندگی کا مقصد ہے، زندگی کا حاصل ہے، یہ طویل رستہ مشکلات سے بھرا ہوا ہے۔ قدم قدم پر

رکاؤں کے انبار ہیں مگر جو لوگ ہمت، حوصلے سے جدوجہد جاری رکھتے ہیں اور آس کا دیا بجھنے نہیں دیتے

ان کی آنکھیں محبوب کا دیدار ضرور کرنے میں کامیاب ہوتی ہیں۔ سانس کے ساتھ امید بندھی رہتی چاہیے۔

جب تک سانس چلتا ہے انسان کو نہ مایوس ہونا چاہیے نہ مشکلات سے گھبرا کر سفر ترک کرنا چاہیے۔ جو فرد تلاش

اور جدوجہد کا سفر ادھورا چھوڑ کر واپس لوٹ آتا ہے لوگ اس کی کم ہمتی کا مذاق اڑاتے ہیں۔ جہاں مجبوری اور بے

کسی کی کسی بھی حالت میں ہمت نہ ہارنا انسان کی فضیلت بتائی گئی وہیں کوئل موسموں کو غلام بنانے والے

طوفانوں کے سامنے اپنی پوری قوت یکجا کر کے ٹکرانے کا نسخہ بھی موجود ہے۔ انسان کے وجود میں سب قوتیں

پوشیدہ ہیں۔ علم، دولت اور طاقت کے سرچشمے اندر سے پھوٹتے ہیں مگر ان ہیرے موتیوں کو تلاش پڑتا ہے،

پھولوں سے جھولی بھرنے کے لئے انگلیوں کی پوروں کو چھین چھیلنی پڑتی ہے۔ خون کا نذرانہ دینا پڑتا ہے زندگی

تصوف پر سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ صوفی زمانے کی تلخیوں اور مشکلات سے بے نیاز اپنی دنیا

میں مست رہتے ہیں۔ بے آسرا کو گھنے پیڑ کا سایہ، افسردہ کو دلا سے والا کندھا، زخمی کے زخم پر پھابا، بھوکے کو

لنگر اور پیاسے کو پانی کا کٹورا ضرور پیش کرتے ہیں مگر ظالم کا ہاتھ نہیں روکتے، نہ ہی استحصال کرنے والے کے

خلاف آواز بلند کرنے کی صلاح دیتے ہیں کہ ان کا کام امن، محبت اور حسن سلوک کی تعلیم ہوتا ہے مگر یہ کسی بھی

صوفی کے حوالے سے درست رویہ نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ صوفی کا ٹھکانہ در فیض ہوتا ہے۔ اس کا دسترخوان

ہر رنگ اور عقیدے کے نیک، بد یا زمانے کی نظر میں حقیر اور گنہگار فرد کا استقبال کرتا ہے کیونکہ صوفی برے عمل سے

نفرت کرتا ہے انسان سے نہیں۔ وہ کسی کا رتبہ اور عمل دیکھ کر مجلس میں شرکت کی اجازت نہیں دیتا، اس کے ڈیرے

پر روک ٹوک اور دستک کے محتاج دروازے نہیں ہوتے۔ پھر جو اس کی مجلس اختیار کر لے وہ بدلتا ضرور ہے۔

دوسرا یہ کہا جاتا ہے کہ صوفی کیونکہ آخرت پر زیادہ زور دیتا ہے اس لیے دنیاوی زندگی کے معاملات اور جدوجہد

کرنے کی طرف اس کی توجہ کم ہوتی ہے۔ یہ بھی درست رویہ نہیں صوفی صرف مادی دنیا کا ہو کر رہ جانے سے

روکتا ہے۔ وہ مختصر زندگی کے ہر ہر لمحے کو خدمت خلق اور تقہیم ذات سے جوڑ کر با مقصد بنانے کی تلقین کرتا ہے،

آخرت سے اس کی مراد ثواب اور جنت کا حصول نہیں بلکہ ذات کو لطافت کے مراحل پر ہمکنار کرنا ہے، محمد بخش

کی شہرہ آفاق تصنیف سفر العشق یعنی سیف الملوک پڑھیے آپ پر کھلے گا کہ صوفی اس دنیا کو اہمیت بھی دیتا اور

اسے بدلنے کی تگ و دو بھی کرتا ہے۔ میاں محمد بخش پنجابی شاعروں میں اس حوالے سے ممتاز حیثیت رکھتے ہیں کہ

ان کی شاعری زندگی کے سفر میں معاون بننے والی اخلاقی و سماجی قدروں کی عکاس ہے۔ صرف سیف الملوک میں



## عوام دوست یا آئی ایم ایف کا بجٹ؟



جتنے بھی اہداف تھے وہ پورے نہیں کیے جاسکے اور نہ ہی ریونیو جمع کرنے والی اتھارٹی میں کوئی جوہری اور انقلابی نوعیت کی اصلاحات کی گئی ہیں کہ جن کی بنیاد پر عوام یہ توقع کرنے لگیں کہ اب ٹیکس جمع کرنے کا نظام بہتر ہو گیا ہے لہذا ٹیکس کا ٹارگٹ پورا کر لیا جائے گا۔ ڈائریکٹ ٹیکس 5512 بلین روپے جبکہ ان ڈائریکٹ ٹیکس 7458 بلین روپے وصول کیے جائیں گے۔ عوام ان ڈائریکٹ ٹیکس کو حکومت کا "جگا ٹیکس" قرار دیتے ہیں۔ بد قسمتی سے پاکستان کی موجودہ معاشی صورتحال کے پیش نظر پاکستان کی حکومت کو چین یو اے ای اور دوسرے ملکوں سے لیے گئے قرضوں کو ری شیڈیول کرانے کے لیے منت سماجت کرنی پڑ رہی ہے۔ کیونکہ حکومت کے پاس ان قرضوں کو بروقت ادا کرنے کے لیے وسائل ہی موجود نہیں ہیں۔ حالیہ بجٹ میں ایک جانب سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 20 سے 25 فیصد اضافہ کیا گیا ہے جبکہ دوسری جانب ان پر ٹیکس کی شرح بھی بڑھا دی گئی ہے۔ اس کو کہتے ہیں کہ اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے۔ بجٹ میں کم سے کم تنخواہ میں بھی اضافہ کر کے اسے 32 ہزار سے 37 ہزار روپے کر دیا

ایف کا اگلا پروگرام حاصل کرنا ہے۔ پاکستان کے عوام پہلے ہی انتہائی اذیت ناک زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کی حالت بقول شاعر کچھ یوں ہے۔

اس دور میں زندگی بشر کی  
بیمار کی رات ہو گئی ہے

پاکستان کے وزیر خزانہ محمد اورنگزیب یہ بیان دے چکے ہیں کہ آئی ایم ایف کے بغیر پاکستان کے پاس اور کوئی آپشن ہی نہیں ہے۔ ان کا یہ کہنا البتہ درست ہے کہ پاکستان میں سکول اور ہسپتال تو خیرات سے چلائے جا سکتے ہیں مگر ریاست کا نظم و نسق ٹیکسوں کے بغیر نہیں چلایا جاسکتا۔ روایت کے مطابق حالیہ بجٹ بھی خسارے کا بجٹ ہے۔ کل اخراجات کا تخمینہ 18877 بلین روپے ہے۔ جن میں سے قرضوں کی ادائیگی کے لیے 9775 بلین روپے رکھے گئے ہیں جبکہ دفاع کے لیے 2122 بلین مختص کیے گئے۔ ترقیاتی منصوبوں کے لیے 1400 رکھے رکھے گئے ہیں۔ وفاقی وزیر خزانہ نے دعویٰ کیا ہے کہ اگلے مالی سال کے دوران 40 فیصد زیادہ 2.9 ٹریلین ٹیکس ریونیو جمع کیا جائے گا۔ معاشی ماہرین اس دعوے سے اتفاق نہیں کرتے کیونکہ پچھلے



منظر نامہ

قیوم نظامی

qayyumnizami@gmail.com

متحدہ ہندوستان میں 1946 کے انتخابات کے بعد ایک عبوری حکومت تشکیل دی گئی تھی جس کے وزیر خزانہ لیاقت علی خان تھے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے تمام مرکزی لیڈر عوام دوست تھے لہذا انہوں نے جو بجٹ پیش کیا وہ غریب نواز بجٹ تھا۔ آزادی کے بعد جب 1947 کا بجٹ پیش کیا گیا تو وہ بھی عوام دوست بجٹ تھا۔ آج کا پاکستان مکمل طور پر اشرافیہ کا پاکستان بن چکا ہے لہذا اشرافیہ جو بھی قومی بجٹ پیش کرتی ہے اس میں اشرافیہ اپنے مفادات کو ترجیح دیتی ہے اور عوام کے مفادات کو ہمیشہ نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ حالیہ بجٹ بھی ہرگز عوام دوست بجٹ نہیں ہے بلکہ معاشی ماہرین کے مطابق یہ بجٹ خصوصی طور پر آئی ایم ایف کی شرائط کے مطابق تیار کیا گیا ہے۔ جس کا کلیدی مقصد آئی ایم



سرمایہ کاروں کی حوصلہ افزائی ہو سکے۔ حسب روایت حالیہ قومی بجٹ میں بھی تعلیم اور صحت کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔ ہیومن ریسورس پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ پاکستان کی گروتھ میں اضافہ ہو سکے اور بے روزگاری کا خاتمہ کیا جاسکے۔ قومی بجٹ میں ایسے اقدامات بھی اٹھانے چاہیں جن کی بنیاد پر برآمدات میں اضافہ ہو سکے جو طویل عرصے سے جمود کا شکار ہیں۔ مسلم لیگ نون کا حالیہ بجٹ بھی سیاسی مصلحتوں کا شکار نظر آتا ہے۔ تاجروں دکانداروں پر کوئی ٹیکس عائد نہیں کیا گیا جو مسلم لیگ نون کے حامی سمجھے جاتے ہیں اسے ہرگز عوام دوست بجٹ قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ یہ بجٹ آئی ایم ایف کی شرائط کے تابع تیار کیا گیا ہے اور اس میں غریب عوام کے مفادات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ معاشی ماہرین کے مطابق حالیہ قومی بجٹ کے بعد عوام کو مہنگائی کی صورت میں مزید مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

بھی معاشی حالات پر پوری طرح صادق آتی ہے۔ وہ جب اعلان کرتے ہیں بجٹ کا غریبوں ہی کا ہو جاتا ہے جھٹکا وہ ایوانوں میں سرمست و غزل خواں وطن قرضوں کی سولی پر ہے لٹکا دھرتی سے جڑے ماہرین معیشت میں اتفاق رائے پایا جاتا ہے کہ پاکستان میں مقامی حکومتوں کو مستحکم اور مضبوط بنانا چاہیے اور ٹیکس جمع کرنے کی ذمہ داری بھی اگر مقامی حکومتوں کو سونپ دی جائے تو ٹیکس کو لیکشن میں قابل ذکر اضافہ کیا جاسکتا ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ پاکستان کی سیاست اور ریاست پر بالادست خاندان اپنے اختیارات چھوڑنے کے لیے آمادہ نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مقامی حکومتوں اور بلدیاتی انتخابات کو اہمیت ہی نہیں دیتے۔ قومی بجٹ میں ایسے لانگ ٹرم اقدامات اٹھانے اور فیصلے کرنے کی ضرورت ہے جو پاکستان کے اندر حالات کو سازگار بنا سکیں اور اندرونی اور بیرونی

کیا ہے۔ پٹرولیم مصنوعات کی لیوی میں اضافہ کر کے عوام کی مشکلات میں مزید اضافہ کر دیا گیا ہے جبکہ بجلی اور گیس کے بلوں نے پہلے ہی عوام کو وقتی اذیت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ ریل اسٹیٹ پر ٹیکس عائد کیا گیا ہے البتہ حسب معمول زراعت پر کوئی ٹیکس نہیں لگایا گیا۔ پاکستان پر جاگیردار خاندان قابض ہیں جو زرعی ٹیکس لگنے ہی نہیں دیتے۔ بے نظیر انکم سپورٹ میں 27 فیصد اضافہ کر کے کل رقم 593 ارب روپے کر دی گئی ہے۔ کفالت پروگرام کا دائرہ بھی ایک کروڑ افراد تک بڑھا دیا گیا ہے۔ تعلیمی وظائف کے لیے ایک کروڑ 40 لاکھ طلبہ کے لیے فنڈ مختص کیے گئے ہیں۔ حیران کن بات یہ ہے کہ حکومتی اخراجات کم کرنے کی بجائے ان میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ انتہائی سنگین معاشی بحران کے باوجود وی آئی پی کلچر کو ختم کرنے کے لیے کوئی فیصلہ نہیں کیے گئے۔ سادگی اور کفایت شعاری بھی کہیں نظر نہیں آ رہی۔ نان فاکرز کے خلاف گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے تاکہ وہ ٹیکس نیٹ میں آنے پر مجبور ہو جائیں۔ اپوزیشن جماعت تحریک انصاف کے لیڈروں نے حالیہ بجٹ کو عوام کے لیے "زہر قاتل" قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس عوام دشمن بجٹ کے بعد عوام کی مشکلات میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ پاکستان جب تک آئی ایم ایف کے شکنجے سے باہر نہیں نکلے گا اور ہوم میڈ سفارشات اور تجاویز پر عمل درآمد نہیں کرے گا پاکستان کبھی اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکے گا۔ اصلاحات کا جیکبج حکومتی سرد خانوں میں پڑا ہے۔ عوامی شاعر حبیب جالب نے 30 سال قبل قومی بجٹ کے سلسلے میں اپنی ایک نظم لکھی تھی جو آج



چاہتی ہے۔ خالہ میرا کیا قصور ہے اللہ کے کام ہیں یہ۔ زہرہ کیا کہا تھا میں نے اب کی بار ایک اور منحوس آنی تو ان سب کا آخری دن ہوگا۔ لہٰذا نہ کرے خالہ آپ سمجھائیں۔ کیا سمجھاں ہر بار اسے ہی سمجھاتی ہوں اور کتنا سمجھاں۔ ابا ابا دیکھو کتنی پیاری گڑیا ہے۔ دفع پرے ہو مجھ سے مجھے بیٹا چاہیے تھا کہا تھا نہ تجھے پھر بھی تو بیٹیاں پیدا کیے جارہی ہیں چاہیں مجھے یہ۔ میرا دل تو کر رہا ہے سب کو ختم کر دوں۔ اور تو تجھے تو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا ایک بیٹا ہی تو مانگا تھا مگر نہ جی تم نے تو قسم کھائی ہے کہ بیٹیاں ہی پیدا کروگی۔ ابا ابا چھوڑیں اماں کو مت ماریں ابا۔ فاطمہ، زینب جاتم یہاں سے۔ نہیں اماں ابا آپ کو ماردیں گے۔ لے پھر بچا اپنی ماں کو پہلے میں تجھے ہی مارتا ہوں۔ یہ کیا کر رہے ہیں پستول پیچھے کریں بچیوں سے۔ بڑی فکر ہے تجھے بچیوں کی لے دیکھ فیر تیرے سامنے تیری ساری فکریں ختم کرتا ہوں۔ غلام رسول یہ کیا کر رہا ہے۔ تو بیچ میں آنی تو تجھے بھی نہیں چھوڑوں گا۔ ابا ابا اماں کو مت مارو۔ اماں اٹھو چوٹ تو نہیں لگی اماں۔ یہ کیا کیا تو نے بیٹا۔ ماردیا سب فساد کی جڑوں کو۔ غلام رسول یہ کیا کر دیا تو نے یہ کیا کر دیا۔ میری بچیاں ہائے میری بچیاں۔ آج میری بچیوں کا دسواں ہے پورا علاقہ سوگ میں ڈوبا جب میری بچیاں اپنے ہی باپ کے ہاتھوں قتل ہوئیں تو سب ہمدردی دکھا رہے ہیں مگر میں جانتی ہوں یہ ہمدردی وقتی ہے کیونکہ میرے ہی شہر کے کسی اور گھر میں کسی اور زہرہ کو یہی سزا سنائی جارہی ہوگی کہ بیٹی پیدا کرنا تیرا جرم ہے۔ کیا یہ ہم عورتوں کے اختیار میں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اس دنیا میں شاید ایک بھی عورت نہ ہوتی کیونکہ کوئی ماں بھی نہیں چاہے گی کہ اس کی بیٹی کا بیٹی ہونا جرم قرار پائے۔ اب میں بیٹی سوچ رہی ہوں کہ بیٹا نہ پیدا کرنے کی سزائیں بیٹیوں کو اپنے سامنے مرتے دیکھنا ہے کیا یہ سزا ایک ماں کے لیے کڑی نہیں کہ وہ بیٹی جس کو پیدا کرنا اس کے ہاتھ میں نہیں ہے وہی اس کی سزا قرار پائے۔ میں نے سنا تھا جاہل عرب بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ لوگو دیکھو یہ تو عربوں سے بھی جاہل نکلے۔ اے مرد سنو! بیٹی ہونا جرم ہے تو سب عورتیں چاہے وہ تہااری ماں ہی کیوں نہ ہوں وہ بھی جرم ہیں پھر ان سے بھی زندہ رہنے کا حق چھین لو صرف بیٹیاں ہی کیوں اس تعصب کی بھیٹ چڑھیں۔



## تعصب

تحریر: روبی شیخ، سرگودھا

ہے۔ لے تو نے بڑا کارنامہ انجام دیا ہے جو تجھے مبارکیاں بھی دوں ہر بار اک ہی منحوس خبر سناتی ہے۔ تو بہ تو بہ کیسی باتیں کر رہی ہو صفیہ یہ تو اللہ کے ہاتھ ہے۔ تو بس پھر پیسے بھی اللہ سے ہی لینا جا یہاں سے۔ میری پیاری گڑیا اللہ میری بیٹیوں کے نصیب مجھ جیسے نہ کرنا میرے اللہ ان کی قسمت میں کوئی غلام رسول نہ لکھنا۔ مبارک ہو صفیہ سنا ہے غلام کے گھر پھر بیٹی پیدا ہوئی ہے۔ جب پتہ ہے تو پھر کس بات کے چسکے لینے آئی ہو۔ تو بہ تو بہ ہم تو مبارک دینے آئے تھے اب تیرے گھر پوتی پیدا ہونا بھی ہماری غلطی ہے کیا بڑی بد لحاظ ہے تو۔ ہم تو اس لیے آئے تھے بیچاری اداس ہوگی چل دو تلی کے بول ہی بول آتے ہیں۔ تلی کے بول بس رہنے دو۔ اچھا پھر چلتے ہیں زہرہ کو مبارک دینا سنا ہے چاند کا ٹکڑا ہے اس کی بیٹی۔ کیا ہوا اماں کون آ گیا تھا۔ وہی منحوس تا جو اور اکبری بڑا مذاق اڑا کر گئی ہیں۔ اماں میں تو اسی لیے گھر سے باہر ہی نہیں گیا۔ میں کہتی ہوں اس منحوس کی وجہ سے ہم گھر میں منہ چھپا کر بیٹھے ہیں اور وہ مہارانی اندر آرام فرما رہی ہے۔ یہ تو ہے تو چل اندر اس سے پوچھوں تو۔ واہ بھئی واہ شہزادی زہرہ تو آرام فرما رہی ہیں اور ہم باہر زلیل ہو رہے ہیں۔ خالہ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ ٹھیک کہہ رہا ہے جب تجھے کہا تھا کہ اب کی بار بیٹی نہ ہو پھر تو کیا ثابت کرنا

لے غلام رسول پھر بیٹی پیدا ہوگئی تیری تو قسمت ہی خراب ہے۔ مجھے تو لگتا ہے تیری بیوی نہیں بیٹیاں پیدا کرنے والی مشین ہے۔ کیا کیا نئی سوچا تھا اللہ بیٹا دیتا تو تیرا بازو بنتا۔ کیا کروں اماں میں تو خود اسی بات سے تنگ ہوں ہر بار یہ ہی منحوس خبر سننے کو ملتی ہے۔ لوگ تو اب مجھے عجیب نظروں سے دیکھتے ہیں میرے دوستوں کو دیکھو سب کے گھر بیٹیوں کی لائن لگی ہے ایک میں ہوں بد نصیب جس کے گھر تین سلیں پہلے اس کے سینے پر مونگ دل رہی تھیں ایک منحوس اور آگئی۔ ابھی تو محلے والیاں آئیں گی مبارک دینے کے بہانے پھر ایک دوسرے کے گھروں میں جا کہ باتیں بھی تو بنانی ہیں۔ اماں میرا سوچ سب دوست میرا مذاق بنائیں گے۔ مبارک ہو زہرہ بیٹی کی ماشا اللہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ اب کی بار بیٹی پیدا کی تو تجھے اور تیری بیٹیوں کو اپنے ہاتھوں سے ختم کروں گا یا درکھ زہرہ۔ کیا ہوا زہرہ تو اتنی اداس کیوں ہوگئی دیکھ بیٹی تو اللہ کی رحمت ہوتی ہے اور وہ خود ہی ان کے نصیب کا دیتا ہے پریشان نہ ہو تیری ساس کو بھی سمجھاں گی میں۔ شکریہ چاچی۔ اچھا اب میں چلتی ہوں اچھا کھانا پینا بڑی کمزور ہے تو۔ چاچی تو کیا جانے بیٹی پیدا کرنا رحمت نہیں ہے یہ تو میرا جرم ہے پتہ نہیں اب مجھے کیا سزا ملنے والی

حالیہ برسوں میں ان کی حالت میں کچھ بہتری آئی ہے۔ پاکستان اور ہندوستان دونوں ممالک نے خواجہ سراؤں کے حقوق کے تحفظ کے لئے قوانین بنائے ہیں اور ان کی شناخت کو قانونی طور پر تسلیم کیا ہے۔ کچھ لوگوں کا ماننا ہے کہ خواجہ سرا افراد کو اللہ کا تحفہ سمجھا جاتا ہے اور انہیں دعا کرنے والے یا دعا دینے والے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ تاہم، یہ رویہ ہر جگہ نہیں پایا جاتا اور کئی جگہ ان کے ساتھ توہین آمیز سلوک بھی کیا جاتا ہے اور خطرناک حدان کے ساتھ جرائم بھی کئے جاتے ہیں۔ خواجہ سرا افراد کو اکثر معاشرتی تعصب اور امتیاز کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جو ان کی خود اعتمادی اور عزت نفس کو متاثر کرتا ہے جو کہ کسی بھی طور قابل قبول نہیں نہ ہی مذہب نہ ہی معاشرتی قوانین اس کی اجازت دیتے ہیں اور اسی لئے جدید دور میں یہ ایک جرم سمجھا جاتا ہے کہ خواجہ سراؤں کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زیادتی نہ کی جائے۔ بہت سے خواجہ سرا افراد کو تعلیمی اداروں میں داخلہ نہیں ملتا یا انہیں تعلیم مکمل کرنے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ خواجہ سرا افراد کو ملازمت کے مواقع میں بھی شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جس کی وجہ سے اکثر انہیں غیر روایتی اور غیر محفوظ پیشوں میں کام کرنا پڑتا ہے خواجہ سرا افراد کو صحت کی سہولتیں حاصل کرنے میں بھی مشکلات پیش آتی ہیں۔ انہیں عمومی طبی خدمات تک رسائی نہیں ملتی اور خاص طور پر جنسی اور تولیدی صحت کی سہولتیں محدود ہیں پاکستان میں خواجہ سرا افراد کے قانونی حقوق کے حوالے سے بھی مسائل ہیں، جیسے شناختی کارڈ بنوانے میں مشکلات اور قانونی دستاویزات میں جنس کی شناخت کا مسئلہ جو کہ اب حل کی جانب ہیں اور یہ ایک خوش آئند بات ہے۔ معاشرتی شعور اور آگاہی کے لیے مہمات چلانا ضروری ہے تاکہ لوگ خواجہ سرا افراد کے حقوق اور ان کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔ تعلیمی اداروں میں خواجہ سرا افراد کے لیے خصوصی کونہ یا وظیفہ فراہم کیے جائیں تاکہ وہ اپنی تعلیم مکمل کر سکیں۔ خواجہ سرا افراد کے لیے خصوصی ملازمت کے مواقع فراہم کیے جائیں اور مختلف کمپنیوں اور اداروں کو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ خواجہ سرا افراد کو ملازمت دیں۔ صحت کے مراکز میں خواجہ سرا افراد کے لیے خصوصی سہولتیں فراہم کی جائیں اور انہیں صحت کی بنیادی خدمات تک رسائی دی جائے۔ قانونی نظام میں اصلاحات کی جائیں تاکہ خواجہ سرا افراد کو شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور دیگر قانونی دستاویزات بنوانے میں سہولت ہو۔ ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے خصوصی قوانین پر صحیح معنوں میں عمل کیا جائے۔ خواجہ سرا افراد کے لیے سماجی تحفظ کے پروگرامز چلائے جائیں تاکہ وہ معاشرتی اور اقتصادی طور پر خود مختار بن سکیں۔



## خواجہ سرا، تاریخ، تہذیب اور جدید دور

ثقافت، سماج اور سیاست میں نمایاں کردار ادا کرتا آیا ہے۔ مگر جدید دور میں انہیں مختلف مسائل اور تعصبات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تاریخی طور پر، جنوبی ایشیا میں خواجہ سرا افراد کو خاص طور پر ہندو اور مغل درباروں میں اہم مقام حاصل رہا۔ انہیں مذہبی تقریبات، شادی بیاہ اور بچوں کی پیدائش کی تقریبات میں بلایا جاتا تھا اور انہیں خوشی کا پیامبر سمجھا جاتا تھا قدیم ہندوستان میں خواجہ سراؤں کو سماج کا ایک خاص اور قابل احترام حصہ سمجھا جاتا تھا۔ ویدک ادب اور مہابھارت جیسی قدیم کتب میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ اس دور میں انہیں مقدس اور روحانی مقام دیا جاتا تھا، اور انہیں عبادات اور رسومات میں شامل کیا جاتا تھا مغل دور میں خواجہ سراؤں کی حیثیت اور زیادہ مضبوط ہو گئی۔ انہیں شاہی دربار میں خاص عہدے دیے جاتے تھے اور وہ بادشاہوں اور نوابوں کے قریب سمجھے جاتے تھے۔ خواجہ سراؤں کو محل کی حفاظت، خزانے کی نگرانی اور اہم معاملات میں مشورہ دینے کے لئے مقرر کیا جاتا تھا۔ اس دور میں انہیں نہ صرف سماجی بلکہ سیاسی طاقت بھی حاصل تھی۔ برطانوی حکومت کے دوران، خواجہ سراؤں کی حیثیت میں تبدیلیاں آئیں۔ 1871 کے کریمنل ٹرائیبل ایکٹ نے انہیں مجرمانہ قبیلوں کی فہرست میں شامل کر دیا، جس سے ان کی زندگی مشکل ہو گئی اور ان پر سخت پابندیاں لگائی گئیں مگر یہاں خواجہ سرا افراد کو مختلف مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان مسائل کو سمجھنا اور ان کے حل کی کوشش کرنا ضروری ہے تاکہ معاشرتی برابری اور انصاف قائم کیا جاسکے۔ یہاں کچھ اہم مسائل اور ان کے ممکنہ حل پیش کیے جا رہے ہیں۔ پاکستان اور ہندوستان کی آزادی کے بعد، خواجہ سراؤں کی حیثیت میں مزید تبدیلیاں آئیں۔ انہیں اکثر سماجی امتیاز اور تشدد کا سامنا کرنا پڑا، مگر



تحریر: ناریہ حلیمہ

یوں تو اکثر ہم مذہب کے معاملات کو بہت اہمیت دیتے ہیں اور اسی وجہ سے جو کوئی ہمارے ارد گرد مذہب کا لبادہ اوڑھ لے یا مذہب کا استعمال کرے تو وہ ہمارے لیے محترم اور قابل احترام بن جایا کرتا ہے چاہے وہ کتنا ہی ظالم، منافق اور مذہب کش روایات کو پیروکار ہی کیوں نہ ہو یعنی ہم یہ کہہ سکتے ہیں ہم بطور معاشرہ اور قوم بالکل ہی اسلام دشمن اور انسانیت دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہو جاتے ہیں اور عجیب منطق پالتے بھی ہیں کہ ہم تو ہی اسلام کے شیدائی ہیں۔ پاکستانی معاشرہ ایک متنوع اور ثقافتی لحاظ سے بھرپور معاشرہ ہے، پاکستانی معاشرت میں خواجہ سرا افراد کے ساتھ روایتی سلوک پیچیدہ اور متضاد ہوتا ہے۔ تاریخ اور ثقافت میں خواجہ سرا افراد کو بعض مواقع پر معاشرتی قبولیت ملی ہے خواجہ سرا برصغیر پاک و ہند کی تاریخ اور ثقافت کا اہم حصہ ہیں۔ تاریخی طور پر انہیں مختلف ادوار میں مختلف حیثیتیں دی گئیں، مگر ان کا سماجی، ثقافتی اور روحانی مقام ہمیشہ اہم رہا ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں خواجہ سرا (تیسری جنس) کی اہمیت اور ان کا تاریخی پس منظر ایک طویل اور متنوع کہانی ہے۔ یہ طبقہ صدیوں سے جنوبی ایشیا کی



## تہہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

یو این او چارٹر نے تسلیم نہیں کیا اور وہاں پر طالبان کی حکومت قائم ہے۔ اور چائنا نے طالبان کی حکومت پر اربوں ڈالر کی انویسٹمنٹ کر رکھی ہے۔ اسی طرح چین کی پاکستان میں بھی اربوں ڈالر کی انویسٹمنٹ جاری ہے لیکن گذشتہ چند ماہ سے افغانی طالبان، پاکستانی طالبان سے مل کر پاکستان کے اندر چین کے جاری منصوبوں پر حملے کر رہے ہیں اور ان پراجیکٹس کو سبوتاژ کر رہے ہیں۔ شروع میں تو شاید اس کو اتفاقیہ سمجھا گیا لیکن چین جس کی اپنے ہمسایہ ملک میں اربوں ڈالر کی سرمایہ کاری چل رہی ہے اسے اس پر تشویش ہوئی اور اس نے اپنی انوسٹی گیشن ٹیمیں اس معاملات کو چیک کرنے پر لگا دیں۔ اور ان کی تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق ان تمام حملوں کے پیچھے افغان طالبان کا ہاتھ ہے۔ جن کو دوسری طرف ہمارے ہمسایہ ملک بھارت کا بھرپور تعاون اور سول و ملٹری امداد اور حمایت حاصل ہے۔ یاد رہے کہ بھارت نے چھ سات ارب ڈالر کی سرمایہ کاری افغانستان میں شروع کر رکھی ہے

ان حالات میں اب چین نے اس تحقیقاتی رپورٹ آنے کے بعد گذشتہ روز افغان طالبان کی

بننے والے ایک ڈیم کے افتتاح کے لیے بذریعہ ہیلی کاپٹر وہاں پر پہنچے) یاد رہے یہ علاقہ تبریز شہر کے نواح میں ہے (اور افتتاحی تقریب کے بعد جب وہ واپس آنے کے لیے ہیلی کاپٹر میں سوار ہونے لگے تو موسم کافی حد تک اس علاقے میں خراب ہو چکا تھا لیکن صدر کے ساتھ آئے شاف نے انہیں بتایا کہ اگر ہم جلدی نکل گئے تو ہم بخیریت تہران پہنچ سکتے ہیں۔ یاد رہے کہ اس علاقے میں تقریباً سال بھر برف باری اور سرد موسم رہتا ہے اور اس علاقے کو پاکستانی گلگت بلتستان کے علاقے سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ اپنی پرواز کے تقریباً 45 منٹ بعد ہی ان کے ہیلی کاپٹر قافلے کو حادثہ پیش آ گیا جو کہ ابھی تک ایک سوالیہ نشان ہے اور ایران کی حکومت اس پر اپنے بھرپور وسائل کے ساتھ تفتیش کر رہی ہے۔ قرین قیاس ہے کہ اس حادثہ یا سانحہ کے پیچھے اسرائیل اور امریکہ کا چھپا ہوا ہاتھ نظر آ جائے۔ اگر ایسا ہوا تو امریکہ اور اسرائیل کی اس پورے مڈل ایسٹ میں نہ تھمانے والی جنگ شروع ہو جائے گی۔ دوسری طرف ہمارے دوسرے ہمسایہ ملک چین نے اپنے ایک ہمسایہ ملک افغانستان کو جہاں پر ایک ایسی حکومت ہے جسے ابھی



matloobwarraich@yahoo.com

گلوبل ولیج

مطلوبہ مزاج

بدلتے سیاسی رویے اور تبدیل ہوتے سیاسی مزاج کچھ اس تیزی سے بدل رہے ہیں کہ بڑے بڑے دانشور، مفکر اور تجزیہ نگاروں کے سر چکرا کر رہ گئے ہیں۔ خاص طور پر پاکستان کے اعتراف اور ہمسایہ ممالک میں ہونے والی سیاسی اور جغرافیائی تبدیلیوں نے پاکستان کے گرد ایک ایسی آگ کی لکیر کھینچ دی ہے کہ جس کی تپش پاکستان کے اندر بھی محسوس کی جا رہی ہے۔ پاکستان کے بارڈرز سے ذرا کے ہٹ کے آئیں تو میڈل ایسٹ اور بحر ہند میں جو جنگی ماحول اور مزاج بن گیا ہے اس کے اثرات کسی وقت بھی اپنے ارد گرد کے ممالک کھل سکتے ہیں۔ سب سے پہلے ایران کی طرف آتے ہیں۔ گذشتہ ہفتے شہید ایرانی صدر جناب ابراہیم رئیسی صاحب بچ اپنے وزیر خارجہ حسین عامر عبداللہ کے ہمسایہ ملک آذربائیجان کی سرحد پر دونوں ملکوں کا مشترکہ

کے بالکل نواح میں بحری مورچے قائم کر لیے ہیں۔ ان حالات میں پاکستان میں غیر یقینی سیاسی صورت حال نے پاکستان کی سلامتی کو خدا نخواستہ ایک مشکل سوال بنا دیا ہے۔ لہذا پاکستان کے عوام کو آگ کی اس تپش سے بچنے کے لیے ہنگامی غور و فکر کی ضرورت ہے۔ اور ملک کی تمام سیاسی جماعتیں حکومت اور اپوزیشن و مقتدر اعلیٰ قوتیں سر جوڑ کر بیٹھیں کہ آنے والے اس عفریہ سے کیسے جان بچائی جاسکتی ہے۔ اگر ہم اپنے باہمی اختلافات بھلانے میں کامیاب نہ ہوں تو یقین کیجیے کہ آئندہ چند ہفتوں میں چھڑنے والی متوقع عالمی جنگ میں پاکستان کی سر زمین کو پلے گرائڈ بنانے کا بھارتی و اسرائیلی منصوبہ خدا نخواستہ کہیں شرمندہ تعبیر نہ ہو جائے۔ ہمیں ملک کی بقا اور سلامتی کے لیے ملک کے اندر جاری سیاسی چپقلش کو ختم کرنا ہوگا اور اس تیسری عالم گیر جنگ سے خود کو اور بچپس کروڑ عوام کو بچانے کے لیے تدبیر سے کام لینا ہوگا اور یہ تبھی ممکن ہے جب ہم اپنے تمام تر سیاسی و اندرونی اختلافات کو بالائے طاق رکھ دیں، یاد رکھیے وہ قومیں جو وقت پر فیصلے نہیں کرتیں ان پر آفتیں اور عذاب بے وقت بھی نازل ہو جایا کرتے ہیں۔ پاکستان کی اسٹیبلشمنٹ اور خاص طور پر تحریک انصاف اور کپتان کے

ملک ہے مگر پاکستان اور چین نے اسی کبھی تسلیم نہیں کیا اور یہ جزیرہ نما ملک ہے، چین اس کو اپنے ملک کا حصہ سمجھتا ہے جب کہ امریکہ اور ویٹرن یورپ چین کی ڈٹ کر مخالفت کرتے ہیں۔ اور تائیوان کو اسلئے کی سلائی اور دیگر جنگی ساز و سامان بھی مہیا کرتے ہیں۔ اب اس جزیرہ نما ملک کا چین نے محاصرہ کر لیا ہے اور اپنے چوالیس بحری جہاز اس کے اطراف کھڑے کر دیئے ہیں۔ اور میرا یہ کالم پڑھنے کے وقت تک شاید چین تائیوان پر حملہ کر بھی چکا ہو۔ دوسری طرف ایرانی صدر کی شہادت کے بعد پچھلے سال اکتوبر سے حماس اور اسرائیل کے درمیان جاری جنگ میں شدت آ گئی ہے۔ ایرانی صدر کے جنازے کی تقریبات جاری تھیں جس میں ساٹھ سے زائد ممالک کے سربراہان وطن نے شرکت کی جب کہ ڈیڑھ سو سے زائد ممالک نے اپنے اعلیٰ سطحی سرکاری وفد جنازے میں شرکت کے لیے بھیجے تھے۔ اور ان میں حماس کے سربراہ اسماعیل ہانیہ بھی شامل تھے۔ اور اسی دوران لبنان کی حزب اللہ نے سو سے زائد میزائل اسرائیل پر داغ دیئے۔

قارئین یہ تمام چیزیں ابزور کرنے کے بعد ایک عام قاری بھی، بخوبی یہ سمجھ سکتا ہے کہ پاکستان کے چاروں

حکومت کو ایک سخت پیغام بھیجا ہے اور انہیں وارننگ دی ہے کہ اگر چینی منصوبوں کو پاکستان میں ہدف بنایا گیا تو وہ افغانستان میں جاری چین کے منصوبے بند کر دے گا۔ اسی طرح چند مہینے پہلے بھارت نے ایران کو مس گائیڈ کر کے ایرانی افواج کو پاکستان کے اندر فضائی حملے پر اکسایا تھا اور ایرانی ایئر فورس نے پاکستان کی سر زمین پر بمباری کی تھی۔ جس کے رد عمل کے طور پر پاکستان کی مسلح افواج نے ایران کے اندر گھس کر جوابی حملہ کیا۔ جس کے بعد ایران نے تحقیقات کا دائرہ وسیع کیا تو ان تحقیقات کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی کہ دراصل ایرانی فوج کے اندر بھارت کی خفیہ ایجنسی راکا عمل دخل اور اثر و رسوخ شامل ہے۔ جس کے بعد شہید ایرانی صدر جناب ابراہیم رئیسی نے ہنگامی طور پر پاکستان کا سرکاری دورہ کیا اور دونوں برادر اسلامی ممالک کے درمیان جھنے والی اس برف کو پگھلانے میں اپنا خصوصی کردار ادا کیا۔ اور اپنے دورے کے دوران انہوں نے پاکستان کے ساتھ اربوں ڈالرز کی سرمایہ کاری کے منصوبوں کا اعلان بھی کیا۔ قارئین! ایرانی صدر کی شہادت کے بعد ایران کے مذہبی لیڈر جناب آیت اللہ خامنہ ای نے جو پہلا ٹویٹ کیا اس نے پاکستان کے ساتھ اپنے برادرانہ



ساتھیوں کو اس موقع پر مل بیٹھ کر یہ سوچنا ہوگا کہ چاروں اطراف سے آگ میں گھرے پاکستان کو اس عالمی خونی جنگ سے کیسے محفوظ رکھا جاسکتا ہے؟ وگرنہ تمہاری داستان تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں!

اطراف تیسری اور شاید آخری عالمی جنگ شروع ہو چکی ہے جس میں مڈل ایسٹ، یورپ، سینٹرل ایشیا و ساتھ ایشیا تباہی کے دہانے پر کھڑے ہیں۔ ابھی چند گھنٹے پہلے روس نے اپنے بحری بیڑوں کے ذریعے امریکی ریاست میامی

تعلقات اور ہونے والے معاہدوں کے مکمل ہونے پر زور دیا ہے۔ ان کا یہ پیغام پاکستان اسٹیبلشمنٹ اور اداروں کے لیے مشعل راہ ثابت ہو سکتا ہے۔ قارئین! چائنا نے گزشتہ روز تائیوان جو کہ ایک جزیرہ نما چھوٹا سا

نہیں۔ جب ملک میں زدمبالہ ہی نہیں آئے گا تو ملک کیسے ترقی کرے گا۔؟ ہماری چیزیں میعاری ملاوٹ سے پاک اعلیٰ کوالٹی کی ہوں گی اور ہمارے تاجر بیچ بولیں گے تو ہمارے ملک کا نام اونچا ہوگا۔ سب سے پہلے ہمیں اپنے دیس کے باسیوں کو عادت ڈالنی چاہیے کہ جب کبھی کسی ملک میں جائیں اپنے ملک کا تیار کردہ مصنوعات کپڑا جوتے بیگ تولیے ساتھ لے کر جائیں دوسروں کو تحفے میں دیں۔ اپنے ملک کا نام بڑھائیں۔ اپنے اخلاق پر توجہ دیں۔ ملک کا سربراہ ملک کا باپ ہوتا ہے انہیں چاہیے ملک کی ترقی کے لیے عوام کو سہولیات فراہم کریں تاکہ سب دل لگا کر محنت کریں۔ اور ایسا کوئی قانون بنائیں کہ چھوٹی عمر سے ہی سکولوں میں بچوں کو ہنر سکھایا جائے۔ مقصد ان کو ذہین بنانا ہے فائدہ مند بنانا ہے ان کو طوطا مت بنائیں کہ جو کتابوں میں ہے یاد کرو پاس ہو جاو۔ علم کے ساتھ ساتھ ہنر کی بہت ضرورت ہے۔ ہم لوگ غریب نہیں ہم عقلی طور پر فارغ ہوتے جا رہے ہیں۔ ہمارے رزق میں برکت نہیں کیونکہ ہم ہاتھ دھو کر بسم اللہ پڑھ کر کھانا نہیں کھاتے۔ ہم باہر ہوٹلوں کے کھانے کے عادی ہوتے جا رہے ہیں۔ جبکہ ہمارے ملک میں مکی، باجرہ، جوہر طرح کی فصل تیار ہوتی ہے ہم دیسی خوراک سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔ ہم غیر ملکی لباس پہنے کے ساتھ ساتھ غیر ملکی کھانوں کے دلدادہ ہو گئے ہیں۔ ہم سب کو اپنا محاسبہ کرنا چاہیے اپنے ملک کی ترقی چاہتے ہیں تو ہمیں ملاوٹ، جھوٹ، بے ایمانی، ناپ تول میں کمی اور بداخلاقی سے توبہ کرنی ہو گی۔ ہم تو دوائیوں، دودھ تک میں ملاوٹ کرتے ہیں جس سے ہمارے بچے جو ہمارا مستقبل ہیں صحت مند نہیں۔ کسی ملک کی بربادی تباہی میں قوموں کے کردار کا بڑا حصہ رہا ہے جو قوموں جھوٹ، بے ایمانی، ملاوٹ اور اخلاقی طور پر کمزور ہوتی ہیں وہ ناکامی بربادی سے ضرور دوچار ہوتی ہیں۔ اسلام میں زکوٰۃ، صدقات، خیرات کا جو حکم ہے ہم اس پر بھی عمل پیرا نہیں۔ یاد رکھیں پچھلی قوموں پر تباہی بربادی کا سبب ان کے برے اعمال تھے اگر آج سے ہم سب اپنے اپنے اعمال درست کر لیں تو ہم برے حالات سے بچ سکتے ہیں ورنہ جو پچھلی قومیں عذاب کا مزہ چکھ چکی ایسا نہ ہو وہی عذاب ہمارا مقدر رہے۔



نے دو ہاتھ دیئے ہیں تو ان سے محنت کریں۔ دیکھا گیا ہے کہ گھر کے اگر دس افراد ہیں تو دو تین کماتے ہیں۔ باقی فارغ رہتے ہیں۔ یہی عمل ہمارے ملک کو پستی کی طرف لے کر جا رہا ہے مفلسی غربت بڑھتی جا رہی ہے جہاں کارخانے فیکٹوریاں لگی ہوئی ہیں۔ ان کو بجلی فراہم نہیں کی جاتی جس سے مزدور مزدوری اچھی نہیں کر پاتے۔ چاہیے تو یہ کہ جن وسائل سے ملک ترقی کر سکتا ہے ان پر توجہ کی جائے کارخانوں فیکٹریوں کو اضافی گیس بجلی فراہم کی جائے تاکہ ہمارے کارخانے فیکٹریاں چلتی رہیں۔ کسانوں کو سہولیات فراہم کی جائیں ان کو بیج کھاد سستے داموں دیں۔ ان کی فصلوں کو اچھے داموں خریدیں بلکہ جو کسان زیادہ فصل تیار کرے اسے کوئی انعام اسناد دینی چاہیے۔ اور سب سے اہم بات اپنے کارخانوں اور فیکٹریوں میں تیار ہونے والی چیزیں جن کو دوسرے ملکوں میں فروخت کرنا مقصد ہے اس کا معیار بہتر ہوتا کہ دوسرے ملک آپ کی بناء گئی چیزوں کی کوالٹی کو پسند کریں اور شوق سے خریدیں۔ ہماری چیزوں کا معیار میعاری نہ ہونے کی وجہ سے باہر کے ملکوں نے ہم سے مال خریدنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ کبھی ہماری کٹن 'تولیے' اسٹیل کا سامان 'فٹ بال' اور چاول اور کچھ پھل خصوصاً آم باہر بہت پسند کیے جاتے تھے۔ اب آہستہ آہستہ ہماری چیزوں کی مانگ تقریباً ختم ہوتی جا رہی ہے۔ وجہ کوالٹی اچھی نہیں وقت پر مال تیار

تحریر: منزہ جاوید، اسلام آباد

جب بھی کوئی خاندان، قبیلہ یا ملک پر تباہی بربادی آتی ہے۔ تو اس کی بربادی میں سب افراد کا ہی قصور ہوتا ہے۔ ہاں کسی کام یا زیادہ ہو سکتا ہے۔ لیکن قصور وار تو سب ہی ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہمارا ملک عزیز جو بدن پست خالی کا شکار ہوتا جا رہا ہے اور ہم اپنی عادت سے مجبور دوسرے کو مورد الزام ٹھہرا کر اپنے ضمیر کو یہ کہہ کر کہ میں کیا کر سکتی ہوں چھپکی دیے کر سلا دیتے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے ہم سب ہی خود کو بے گناہ مظلوم اور بے بس سمجھتے ہیں، ہم سمجھتے ہیں۔ میں کچھ بھی نہیں جبکہ ہر فرد کی اپنی ایک اہمیت ہوتی ہے۔ جیسے دیوار بناتے وقت اینٹ کے ساتھ اینٹ جڑے تو دیوار بنتی ہے۔ ایسے ہی ہم سب ایک دوسرے کے لیے لازم ملزوم ہیں۔ ملک کو چلانا ترقی کی طرف گامزن کرنا کسی اکیلے بندے کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ مل کر محنت، کوشش، جدوجہد، انتھک محنت کریں گے تو ملک ترقی کرے گا۔ ان ملکوں کی طرف نظر دوڑائیں جو پہلے کچھ بھی نہیں تھے کیسے انہوں نے ترقی کی؟ ان کی ترقی کی وجہ تلاش کریں۔ اپنی غلطیوں پر نظر ڈالیں اپنے کردار کو درست کریں۔ ترقی میں حصہ ڈالنا ہے۔ ملک کو تنزلی سے نکالنا ہے۔ تو ہنر سیکھیں۔ گھر کا ہر فرد کام کرے جیسے ہر فرد کو اللہ نے پیٹ لگایا ہے تو اس کے بھرنے کا انتظام بھی خود کریں۔ دوسرے پر بوجھ مت بنیں۔ جب اللہ

اور دوسرے سامعین نوٹوں کی گھٹیا نکال نکال کر اس پر دوا دے رہے ہوتے ہیں اور وہ نوٹ پکڑنے والے کے قدموں پر گر رہے ہوتے ہیں وہیں سے وہ نوٹ اٹھا کر لے جاتا ہے کیا کسی نے کبھی منع کیا کہ مجھ پر دلیلیں نہ بچھا کر دو، میں ناچنے یا گانے والا نہیں ہوں، میرا ایک مقام ہے ایک مرتبہ ہے جو کچھ دینا ہے عزت سے دیا جائے نہیں کوئی منع نہیں کرتا انہیں محفل کے تقدس سے زیادہ پیسے عزیز ہوتے ہیں یہ بات تو ایک طرف رہی اب جو غور طلب بات ہے وہ یہ ہے کہ ہم بحیثیت مسلمان شادی یا ناچ گانے والی محفلوں میں نوٹ بچھا کر کے جو زمین پر پھینک رہے ہوتے ہیں کیا ہم کسی بڑے گناہ کے مرتکب تو نہیں ہو رہے، اگر کوئی غیر مسلم دانستہ یا غیر دانستہ اللہ یا اس کے نبی یا قرآن کے کسی حرف کی بے حرمتی کر دے تو ہماری عوام بغیر کسی تصدیق کے وہیں سے عبرتاً سزا دے دیتی ہے، مگر جو کام ہم کرتے ہیں دانستہ یا لاعلمی میں اس کی سزا کیا ہونی چاہیے۔ کرنسی نوٹ پر قائد اعظم کی تصویر ہوتی ہے جس کی ہم ویلوں کے نام پر خوب بے حرمتی کرتے ہیں، کرنسی نوٹوں پر گورنر سٹیٹ بینک کے دستخط ہوتے ہیں اور یہ جو دستخط والے نام ہوتے ہیں وہ کسی نبی یا صحابی کا بھی ہو سکتا ہے، اکثر نوٹ اگر چیک کیے جائیں تو ان میں جمیل احمد، سید مرتضیٰ عثمان علی، جیسے نام لکھے ہوتے ہیں۔ احمد ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ مرتضیٰ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ہے عثمان غنی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ راشد کا نام ہے عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی خلیفہ راشد کا نام ہے پھر ان کرنسی نوٹوں کی بیک سائیڈ پر کسی پر بادشاہی مسجد بنی ہوئی ہے کسی پر شاہ فیصل مسجد اسلام آباد وغیرہ۔ جب ان کرنسی نوٹوں کو بچھا کر کے ہم زمین پر اپنے ہاتھوں سے پھینک رہے ہوتے ہیں تو ہم مساجد کے تقدس کو بھی زمین بوس کر رہے ہوتے ہیں اور ساتھ ساتھ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموں کی بے حرمتی کے بھی مرتکب ہو رہے ہوتے ہیں۔ اہل علم اور دانشور حضرات اس ویل بچھا کر والے سلسلے کو بند کروائیں یا پھر ان کرنسی نوٹوں سے مساجد اور قائد اعظم کی تصویریں ہٹائیں جائیں، مقدس نام ہٹائیں جائیں۔ ورنہ یعنی لاعلمی میں ہم مقدس ناموں، مساجد اور قائد اعظم کی تصویر کی بے حرمتی کرتے جائیں گے۔ جو ہمارے اقدار کے منافی ہے اور اس کی روک تھام ہونی چاہیے۔



## کرنسی نوٹ اور ہماری اقدار

رہتے تھے اور گویا یا ڈانس زمین سے اور تماشین کے قدموں سے نوٹ اٹھاتے تھے۔ نعت خواں اور صوفی کلام پڑھنے والوں میں اور ان ناچ گانے والوں میں یہ فرق رکھا جاتا تھا کہ نعت خواں وغیرہ کو بڑی عزت و احترام سے ہاتھ جوڑ کر کچھ رقم کسی لفافے میں رکھ کر دی جاتی تھی اور پڑھنے والے کبھی رقم کے بارے میں سوال نہیں کرتے تھے اللہ اور اس کے رسول کی حمد و نعت دل سے فی سبیل اللہ پڑھی جاتی نذرانہ یا معاوضہ مانگنا گناہ سمجھا جاتا تھا کون کتنا بڑا نعت خواں ہے اس کا اندازہ اس کی سادگی اس کے بیان اس کی محبت اور سوز و گداز سے لگایا جاتا تھا پڑھنے والے بھی اتنے سچے عاشق رسول ہوتے تھے کہ بغیر لالچ کے پڑھنے جاتے تھے ان میں اتنی اتنا ہوتی تھی کہ وہ زمین پر پھینکا جانے والا نوٹ اٹھانا پسند نہیں کرتے تھے اگر کوئی انجان روحانی محفل کے تقدس سے بے خبر نوٹ نکال کر پھینک دیتا تو وہ اسے اپنی توہین سمجھتے تھے اگر دونوں پر نوٹ ہی نشا و کرنے اگر دونوں پر نوٹ ہی بچھا کر ہونے ہیں تو ان میں اور ان میں کیا فرق رہ جاتا ہے نہ تہذیب باقی رہتی ہے نہ احترام ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز۔ اب نعت خواں کا معیار اس کے مخلص ہونے سے نہیں اس کے معاوضہ سے لگایا جانے لگا ہے جو جتنا زیادہ معاوضہ مانگتا ہے وہ اتنا بڑا نعت خواں بن چکا ہے سادگی کو پس پشت ڈال کر محفل میں سازوں اور سازندوں کے ہمراہ لایا جاتا ہے۔ ذکر کی محفل میں دف، ڈول، ڈولی اور بانسری کا کیا کام، گانوں کی طرز والی نعت کی بجائے ثواب کے گناہ کا سبب بنتی ہے زرق برق لباس اور موسیقی کے ساتھ ہم اپنی محفل میں سرکار دو جہاں کو بلا رہے ہوتے ہیں نعت خواں منقبت خواں پڑھ رہے ہوتے ہیں اور محفل کا اہتمام کرنے والا



تحریر: سیدہ فرزانہ کاظم

زمانہ حال میں انسان کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کے سٹیٹس سے لگایا جاتا ہے جس کے پاس جتنا زیادہ روپیہ پیسہ ہو وہ اتنا ہی معتبر اور معزز گردانہ جاتا ہے پیسے کے بغیر انسان بے قدر ہے تو قیر سمجھا جانے لگا ہے امیر لوگوں کو لوگ بڑی عزت و احترام سے سب سے آگے لا کر بٹھاتے ہیں جبکہ غریب آدمی کو پچھلی سیٹ بھی نہیں ملتی پرانے وقتوں کی کہاوٹ تھی کہ پیسہ ہاتھ کی میل ہے مگر آج کل پیسہ پاؤں کی زینت بنتا جا رہا ہے ہاتھوں سے نکل کر سیدھا پیروں میں گر رہا ہے نذرانہ یا ویل اب ہاتھوں میں دینے کی بجائے پیروں میں پھینک دی جاتی ہے اور بڑے بڑے نامور لوگ اپنے اور دوسروں کے قدموں پر پڑے ہوئے نوٹ اٹھا کر کہہ سمیٹ لیتے ہیں پہلے لوگ صرف ناچنے والوں اور گانے والوں پر نوٹ بچھا کر لے جاتے تھے ناچنے والے اس وقت تک ناچتے رہتے تھے جب تک نوٹ ان پر پھینکے جاتے تھے گویا مینو نوٹ ”وکھا میرا موڈ ہے“ کہ مصداق کام ہوتا تھا لوگ نوٹ پھینکے



عندلیب بھٹی معروف افسانہ، کالم و مقالہ نگار اور مصنفہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک استاد، شخصیت ساز اور انسانی رویوں کی ماہر شخصیت ہیں۔ ان کے ناولوں اور افسانوں پر مشتمل پانچ مجموعے اب تک شائع ہو چکے ہیں اور چھٹا مجموعہ جلد ہی شائع ہونے والا ہے۔ وہ اس وقت کئی پراجیکٹ پر کام کر رہی ہیں جن میں ڈرامہ نویسی اور ان کے ایک افسانہ مکروہ لوگ پرویب سیریز بھی بن رہی ہے جبکہ ایک کہانی ”تمنا“ پر فلم لکھنے اور ڈائریکٹ کرنے کا پراجیکٹ بھی ہے۔ انہوں نے ایم اے اردو ادب کے ساتھ ایم فل کیا ہوا ہے اور پی ایچ ڈی پر کام کر رہی ہیں جبکہ وہ کئی مقالہ جات بھی لکھ چکی ہیں۔

قریب تھی۔ زندگی کے دس برس اور ابتدائی تعلیم وہیں کے لوکل سکول میں شروع ہوئی۔ جو جونیئر ماڈل سکول کہلاتا تھا۔ عمر کے گیارہویں برس تک میرا گھر انہ ماڈل ٹاؤن میں شفٹ ہو گیا۔ یہاں ڈیوٹل پبلک اور ماڈل سکول ماڈل ٹاؤن سے میٹرک ہوا۔ میرا کالج کاسفر ماڈل کالج ماڈل ٹاؤن، اپو کالج شادمان، اور لاہور کالج جیل روڈ پر محیط رہا۔ بعد ازاں ایم اے اردو ادب پنجاب یونیورسٹی (اولڈ کیمپس) انارکلی سے مکمل ہوا۔ پنجاب یونیورسٹی نے مجھے مقالہ لکھنے کے لیے چنا اور ایم۔ اے پارٹ ٹو میں ملک کے پہلے رباعی کے مایہ ناز شاعر عمر فیضی پر مقالہ لکھا۔ ایم فل اقبالیات علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے ہوا۔ ڈاکٹریٹ کی ڈگری کئی بار شروع ہوئی اور ابھی تک پراسس میں ہی ہے۔ اب یہ کہ میرا تعلیمی سفر کیسا رہا؟ باقاعدہ ٹیوٹر شپ کا گھر میں رواج نہیں تھا اس لیے میٹرک تک حساب کے مضمون کی وجہ سے بہت پریشانی کا سامنا رہا۔ سکول

ایک بیٹی تھیں۔ تقسیم پاکستان سے کافی پہلے ہی بچوں کی تعلیم کے سلسلے میں لاہور شہر میں دھرم پورہ جو آج کل مصطفیٰ آباد کہلاتا ہے نہر کے بالکل قریب آجسے تھے۔ میرے تایا ضلحدار تھے۔ میرے بابا ستر کی دھانی میں ریلوے کے اعلیٰ عہدے پر فائز تھے۔ بعد ازاں ملازمت چھوڑ کر گجراتوالا شہر کے پاس کاموکی میں زمینداری شروع کی۔ میرے نانا قانون دان تھے۔ ایک ماموں لاہور کے بڑے ڈگری کالج کے پرنسپل تھے۔ مجھ سے بڑی تین بہنیں اور تین بھائی ہیں۔ میں گزشتہ دو برس سے شہر پنڈی میں رہائش پذیر ہوں۔ میرے شوہر طارق بھٹی کا تعلق اکاؤنٹس کی فیلڈ سے ہے۔ میرے دو بیٹے عفاف بھٹی اور سکندر بھٹی تعلیمی مدارج طے کر رہے ہیں۔

سوال: آپ نے کن کن تعلیمی اداروں سے تعلیم حاصل کی، نیز آپ کا تعلیمی سفر کیسا رہا؟

جواب: میری پیدائش اس حویلی میں ہوئی جو نہر کے

**انٹرویو** **غلام مصطفیٰ چوہدری**

عندلیب بھٹی معروف افسانہ، کالم و مقالہ نگار اور مصنفہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک استاد، شخصیت ساز اور انسانی رویوں کی ماہر بھی ہیں۔ ان سے ماہنامہ ”ہیومن رائٹس وائچ“ کی خصوصی نشست میں ہونے والی گفتگو قارئین کیلئے پیش کی جا رہی ہے۔

سوال: سب سے پہلے ہمارے قارئین کو اپنی ذاتی زندگی کے بارے میں بتائیں، آپ کہاں پیدا ہوئیں۔ نیز اپنی فیملی کے بارے میں بھی کچھ بتائیں؟

جواب: میرا نام عندلیب بھٹی ہے۔ میرے والد کا نام چوہدری محمد صدیق اور والدہ کا نام حمیدہ بانو ہے۔ میرے دادا چوہدری رحمت علی راجپوت بھٹی تھے۔ وہ لاہور کے رہنے والے تھے۔ (تقسیم پاکستان سے پہلے) فیروز پور کے قریب دو بڑے گاؤں کے مالک تھے۔ میرے دادا کے چار بیٹے اور



بھی سیکھنا ہے۔ تب ہی اردو ادب میں ماسٹرز کا سوچا۔ شاعری کا آغاز بھی ساتھ ہی ہوا۔ منیر نیازی صاحب میرے استاد تھے۔ فیس کے طور پر مجھ سے اپنی شاعری ترنم میں سنا کرتے۔ ماسٹرز کے فوراً بعد بلکہ پڑھائی کے دوران ہی میں نے پڑھانا شروع کر دیا۔ مقالہ لکھنے کے دوران پارٹ ون کی طالبات کو پڑھایا۔ جب میں نے اخبار میں کچھ عرصہ گزارا تو وہاں اصرار پر کالم لکھ کر دیے اور یونیورسٹیز اور کالجز کی طرف سے اصرار آیا تو مضمون نگاری، فنیجری کی صنف میں لکھا۔ اب رہی یہ بات کہ میں نے اسی شے کو کیوں چنا۔ اگر مختصر کہا جائے تو بات یوں کہ کہانیوں نے مجھے جن لیا تھا۔ ہر انسان کو اللہ نے کچھ مختلف صلاحیت دے کر بھیجا ہوتا ہے۔ مجھے اسی کام کے لیے بھیجا گیا تھا۔ جب کہ ہمارے معاشرے کے لحاظ سے ایک عورت ہونے کے ناطے یہ ایک مشکل ترین امر ہے۔ یہاں عورت کا قابل ہونا پسندیدہ نہیں۔ آج جب لوگ مجھے کہتے ہیں کہ آپ کے فلاں مکالمے نے ہماری کوئی الجھن حل کر دی تو مجھے لگتا ہے کہ میں اپنے مقصد پر ہوں۔

سوال۔ ایک ادیب کو لکھتے ہوئے کن باتوں کو مد نظر رکھنا چاہیے؟

جواب۔ ادیب معاشرے کا طیب ہوتا ہے۔ سب سے پہلے لکھنے والے کے پاس لکھنے کا فن ہونا چاہیے۔ اس میں اسے ڈگری کے ساتھ ساتھ اضافی تعلیم بھی لینی چاہیے۔ گرانٹر سے لے کر جملے کی ہنر اور اسلوب کے ساتھ ساتھ تکنیکی پہلو روشن ہونے چاہیے جو کہ ماسٹرز ڈگری کے بنام ممکن نہیں۔ اس کے بعد ادیب تب ہی تخلیق کار بن سکتا ہے جب اس کے پاس زندگی کا علم بھی ہو۔ اس کے پاس انسانی نفسیات کا علم ہو۔ اسے ہر ہونے والے واقعے میں چھپے ہر کیوں کا جواب دلیل کے ساتھ معلوم ہو۔ اور پھر اس کے بعد اس کا فن اور اسلوب جس میں اس کی جتنی محنت اور ریاضت ہو۔ یہ دنوں کی نہیں برسوں کی بات ہے۔ بقول اقبال

ظاہر کی آنکھ سے نا تماشا کرے کوئی  
ہو دیکھنا تو دیدہ و دل وا کرے کوئی  
اور ادیب ظاہر کی آنکھ کا تماشا نہیں ہوتا۔ نا ہونا

بھائیوں کے کورس کی کتابوں میں سے باگب در ابھی اٹھا کر بیٹھ جایا کرتی۔ یوں کالج تک آتے آتے نا صرف اقبال اور غالب بلکہ مرزا، سودا، کرشن چندر، جیسے متقدمین ہوں یا پھر عبداللہ حسین، کرمل محمد خان، غلام عباس جیسے متوسطین نثر نگار ہوں، منیر نیازی ہوں، ناصر کاظمی ہوں، آتش ہوں، غالب، میر تقی میر، درد یا مرزا رفیع سودا جیسے شاعر ہوں۔ شفیق الرحمن ہوں۔ یہاں تو نام لکھنے لگوں تو باقی سب رہ جائے گا۔ سبھی کی تخلیقات اپنے حصار میں لے چکی تھیں۔ کالج میں داخلہ ہوتے ہی اپنے بیچ کی میں سب سے پہلی طالبہ تھی جس نے راجہ گدھ، آگ کا دریا اور دیوان غالب اشوکر دیا اور جب رموز بے خودی کے ساتھ کلیات اقبال بھی میرے پاس بہت وقت رہیں اور

جس روز ظاہر کی آنکھ سے نا تماشا کرے کوئی ہو دیکھنا تو دیدہ و دل وا کرے کوئی پڑھ لیا تو طے ہوا۔ یہی میرا راستہ ہے۔ جب اقبال کا شعر اس کی تفسیر دے گیا تو میری سوچ کو بھی راستہ مل گیا۔ اللہ کے کرم کے صدقے غیر نصابی سرگرمیوں کے سلسلے میں منیر نیازی، شہر بخاری، مرزا ادیب، محسن نقوی، جیسے بڑے لوگ ملتے گئے اور سبھی نے اپنے علم کی دروازے مجھ پر بند نہ کیے۔ یوں تو میٹرک کے وقت میں نے پہلی کہانی لکھی تھی۔ مگر باقاعدہ پہلی شاعری اور نثر فرسٹ ایئر میں لکھی اور وہ پبلش بھی ہوئی۔ ایک میگزین تقاریر میں پہلی کہانی فرسٹ ایئر میں چھپی۔ یہ قسط وار ناول تھا۔ جو تراجم کے ساتھ بعد مدت میرے ناول ”جسے غم سمجھ رہے ہو“ کے نام سے فکشن ہاؤس نے شائع کیا۔

سوال۔ آپ کو افسانہ، ناول اور کالم لکھنے کا شوق کیسے اور کب پیدا ہوا؟ نیز آپ نے اس شے کو کیوں اپنے لیے موضوع سمجھا؟

جواب۔ گذشتہ سوال میں موجود سوال کے کچھ حصے شامل ہو گئے۔ تو جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا کہ کہانیاں میرے ارگرد چلتی رہتی تھیں۔ دس گیارہ برس کی عمر میں ہی مجھے پیش آنے والے واقعات اور مختلف چیزیں بے چین کیے رکھتیں۔ میں ایک بچہ تھی۔ مجھے سمجھ نہیں لگتی کہ میرے اندر ایک بے چینی اور بے کلی کیوں ہے؟ کیوں میرا دوسرے بچوں کی طرح روٹین کے کھیل کود میں دل نہیں لگتا۔ جسے میں نے لوگوں کی آسانی کے لیے اپنے مجموعے منکر میں ایک افسانے ”دل نہیں لگتا“ کی شکل میں پیش کیا۔ دنیاوی طور پر میری بے چینی اور بے کلی کو کتاب اور کہانی تسکین مہیا کرتی تھی۔ کالج تک جاتے جاتے میں وہ کتب پڑھ چکی تھی جو لوگ تیس برس کی عمر میں اٹھاتے ہیں۔ یہاں یہ بات بتانا بہت ضروری ہے کہ اتنا اہم ادب پڑھنا اور بات، سمجھنا اور بات ہے۔ مگر میرے اندر قدرت کی طرف یہی خام مال تھا۔ فرسٹ ایئر تک آتے آتے میں نے کہانی اور افسانے کی جانب قدم بڑھا دیا تھا۔ تب مجھے خیال آیا کہ یوں نہیں۔ مجھے باقاعدہ اس کا فن



کے وقت سے ہی اردو سے مجھے شغف رہا۔ پہلی ہی بار میں بنا سہلی کے حساب کے مضمون کو ساتھ نمبروں سے پاس کر لینا میرے لیے حیران کن تھا۔ کالج میں اردو لازمی کے ساتھ اردو ادب، تاریخ اور نفسیات کے ساتھ فلسفہ اور فارسی کو چنا۔ اس کے علاوہ غیر نصابی سرگرمیوں میں ڈراموں میں حصہ لینا اور ترنم سے کچھ بھی پڑھنا شامل رہتا۔ میں کسی نا کسی عہدے پر بھی رہا کرتی۔ گریجویشن میں فلسفہ کو چھوڑنا پڑا مگر صرف ڈگری کی حد تک، لائبریری کی حد میں وہ شامل رہا۔ یہاں بھی اردو لازمی کے ساتھ اردو ادب اور نفسیات اور گزشتہ مضامین جاری رہے۔ پنجاب یونیورسٹی نے میرے لیے اپنے دروازے کھولے۔ شیس لکھنے کا موقع دیا۔ کالج کے زمانے میں ہی مرزا ادیب، شہرت بخاری منیر نیازی صاحب سے بہت تعلق رہا۔ ان بڑے لوگوں نے دست شفقت رکھا۔ میں نے نثر سے پہلے شاعری کو اپنایا تھا اس لیے کالج کے دوران ہی کچھ عرصہ محسن نقوی صاحب سے علم لیا اور جب نثر شروع کی تو بابا جی اشفاق احمد تک بھی جنون لے گیا۔ پہلی شاعری منیر نیازی صاحب اور نثر بابا جی اشفاق احمد صاحب کے سامنے پیش کی اور جو تعریفی کلمات ان بڑے لوگوں نے ادا کیے میری سب سے بڑی ڈگریاں وہی ہیں۔ میرا تعلیمی سفر بہت خوشگوار رہا۔ ماسوائے اس کے کہ کچھ سنا سنی ایسے تھے جو نا خود پڑھنا چاہتے تھے اور میرے جنون کے آگے روکا نہیں کھڑی کرتے رہے۔

سوال: آپ کی ادب کی دنیا میں آمد کب اور کیسے ہوئی؟

جواب: میرے نا نا وکیل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک صاحب کتاب شاعر بھی تھے۔ ماموں ادیب اور استاد تھے۔ جینو کی حد تک ادھر سے بھی معاملہ ہو سکتا ہے۔ میں ادیب کے ساتھ ایک تخلیق کار ہوں۔ اور میرا ماننا ہے کہ تخلیق کار بنتا نہیں۔ بنا ہوا ہوتا ہے۔ دس برس کی عمر میں ہی مجھے موسیقی، شاعری اور کہانیوں میں کشش محسوس ہوتی۔ کبھی چاہت اور کبھی بڑے بہن بھائیوں کے مختلف مشاغل کی وجہ سے میں کہانیوں اور موسیقی کے قریب تر ہوتی چلی گئی۔ علمی ادبی گھرانہ ہونے کی وجہ سے گھر میں کتابوں کا ایک انبار تھا۔ بڑے بہن

سوال: لوگوں کا خیال عام ہے کہ افسانہ، ناول اور تنقید میں اب قابل ذکر اور نمایاں نام سامنے نہیں آ رہے، جبکہ افسانہ و ناول نگاری اور اردو تنقید زوال کا شکار ہے اگر ایسا ہے تو اس کا سبب کیا ہے؟

جواب: ناول، افسانہ، تنقید یہ ادب کی اہم اصناف ہیں۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ ادب سمیت اور بھی بہت سی چیزوں کے نام تو موجود ہیں۔ مگر ان کا ماخذ وہ نہیں جو کہ دراصل ہونا چاہیے۔ میں نے بار بار اپنے ہر جواب میں ایک بات کہی کہ تکنیک اور فنی علم ادب کی پہلی شرط ہے۔ کچھ بھی لکھ دینا اور پھر اسے ادب بھی کہہ دینا یہ ہی وہ تکلیف دہ امر ہے جس کی وجہ سے یہ اصناف بھی اپنا معیار کھو رہی ہیں۔ تنقید کے ننھے اثرات مولانا محمد حسین آزاد کی آب حیات میں پائے گئے، مگر اس کا آغاز تو بہر حال غالب کی نثر کو ہی جاتا ہے۔ اس کے بعد کیسے کیسے تنقید نگار اردو ادب کو ملے۔ کلیم الدین صاحب، نور الحسن اور ڈاکٹر عبادت ربیلوی اور بھی کئی بڑے نام ہیں۔ تو ان میں سے کسی کی تحریر میں تنقید کی صنف کا معیار نہ کھوسکا۔ تنقید کے نام پر گزشتہ کئی دہائیوں سے یہ سمجھ لیا گیا کہ نقاد کا کام تصنیف میں سے کمیاں اور خامیاں ڈھونڈنی ہیں۔ افسوس کے ساتھ کہ نقاد کو پتا ہی نہیں کہ ناول، افسانے یا اور بھی کسی صنف کی طرح تنقید بھی ایک تکنیک اور اپنا معیار رکھتی ہے۔ یہی کچھ افسانے اور ناول کے ساتھ ہوا۔ میں نے گزشتہ کئی دہائیوں میں لکھے اور بہترین ناولوں میں گرائمر سے لے کر فنی کوتاہیوں کی بھرمار دیکھی۔ ایسے میں معاشرتی منافقت اچھے اور قابل لکھنے والوں کو کھوتی جا رہی ہے۔ ناول نگار کو پلاٹ سمیت کردار نگاری، مکالمہ اور اپنے خیال کی بنت کو پلاٹ کے حساب سے انجام اور اختتامیہ کے متن تک لے کر کیسے جانا ہے، اور اس کا خیال تکنیکی معیار کے ساتھ مکمل کیسے ہوگا۔ اس کا علم کھوتا جا رہا ہے۔ افسانہ ایک مشکل صنف ہے۔ مگر

کہ میں نے اپنے گزشتہ جوابات میں گاہے بگاہے کہا کہ ادیب کو اپنے معاشرے سے لے کر دوسرے معاشروں سمیت زندگی کا علم ہونا چاہیے۔ زندگی جیسے آگے بڑھتی ہے نئے ترجیحات اور رجحانات انسانی زندگی کے دائرہ کار میں شامل ہوتے ہیں۔ ادیب ان سے جدا رہ نہیں سکتا۔ اسے رہنا بھی نہیں چاہیے۔ معیشت اور مزدور کو ادب میں جگہ نالے یہ بالکل غلط ہے۔ مگر صرف اسی کی جگہ ہو یہ بھی غلط ہے۔ دوسری بات کچھ بھی کہنے کے لیے کوئی بھی پابندی نا ہو یہ بھی غلط ہے۔ فن اپنی جگہ اہم ہے اور خیال اپنی جگہ۔ یہ دونوں مل کر ہی کسی جنگجو روشنی کا ہالہ بنا سکتے ہیں۔ اگر ادیب کو یہ علم نا ہو کہ اس نے جو کہنا ہے وہ کیوں اور کیسے کہنا ہے تو الفاظ کے مجموعے کو جملہ یا کسی بھی جملے کو ادب، اور کسی بھی خیال کو سچائی نہیں کہا جاسکتا۔ اگر وہ اپنے مروجہ معیار اور جدید رویوں پر پورا نہیں اترتے۔ ترقی پسند رجحانات پر بھی دوسرے معاشروں کے اثرات غالب آئے تو ایک طبقہ مخالفت کا ابھرا۔ میری نظر میں جدیدیت کو ترقی پسندی کا پارٹ ٹو کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا۔ خیر اپنی اس بات کو میں سوال کے اختتامیہ پر مکمل کروں گی۔ Modernity کے زیر اثر بہت سے پہلوؤں میں ایک Modernism بھی تھا۔ یعنی روشن خیالی جدیدیت سے پہلے ادب میں شریعت اور خدا کی ناکسی رنگ میں موجود تھے۔ مگر عالمی جنگ کا رد عمل تھا کہ ریٹی ڈی کارٹ نے کہا کہ I think therefor e I am یعنی بات سیدھی عقل پر آ گئی۔ انسان کو اس کی سوچ پر مشروط کر دیا گیا۔ جان لاگ، ڈیوڈ ہیوم اور برکلی اس سے دو قدم آگے بڑھے اور انسان اور کائنات رشتے کو عقلی ہی نہیں تجربی نظر سے دیکھنے لگے جبکہ رومانیت پسند تحریک کے نتیجے میں ترقی پسند اور ترقی پسندی اور مذہبی شدت پسندی کے نتیجے میں جدیدیت پروان چڑھی۔ ہمارے ادب میں سچلی صدی میں یہ تحریکیں چپٹی رہی ہیں۔ تقسیم ہند کے رجحانات میں کیونکہ وہاں ایسے والی مختلف اقوام میں مذہبی شدت پسندی عروج پر تھی۔ اس لیے رومانویت اور اس کی شدت میں جب ہاری اور مزدور طبقے کو جگہ دینے کی کوشش کی گئی اور اسی عالمی تبدیلی میں جدیدیت نے سر اٹھایا اور آج مذہب اور ترقی پسندی کے ساتھ جدیدیت ادب میں اپنی اس اشکال میں ہی ہیں۔ یعنی اپنی شدت میں۔ جس کی وجہ سے انسانی نفسیات کہیں پیچھے رہ گئی ہے۔ ترقی پسند انسان کے اندر چپٹی گنگناہٹ کو دکھانا نہیں چاہتے۔ جدیدیت صرف تجربے کی بات کریں تو انسان کے اندر محبت کرنے کا جذبہ کدھر جائے گا۔ میری نظر میں ایک عمدہ تخلیق کار کو جہاں ادب کی اصناف کا مکمل ہونا چاہیے وہیں وہ anthropology (علم بشریات) کے علم سے بھی واقف ہو۔ تاکہ وہ بشری کمزوریوں کو معاشرتی تبدیلیوں کے ساتھ دیکھ کر ان کے درمیان پیدا ہونے والی تکالیف کے حل پر لکھ سکے۔

چاہیے۔ ادیب کو پتا ہونا چاہیے کہ ہر صنف کا فارمولہ کیا ہے۔ نثر اور شاعری۔ اس کے بعد نثر ہے تو ناول، افسانہ، مضمون، کالم، فچر، تبصرہ، تنقید، جس بھی صنف میں لکھنا چاہے، اس کی تکنیک، زندگی کا علم اور پھر اسلوب۔ یہی سلسلہ شاعری کے لیے بھی۔ شاعر کو اوزان کا مکمل علم ہو۔ اس کے بعد زندگی کا علم، غزل، نظم، مخمس، مسدس، رباعی، قطعہ، مثنوی۔ غرض جس کو بھی چنے اس کی تکنیک اور اوزان کا علم ہو۔ اس کے بعد اس کا خیال اور اسلوب۔ ادیب کے پاس کہنے کے لیے جو بھی خیال ہو وہ ماورائی اور اس کی من بنی نا ہو۔ وہ معاشرے کا طبیب ہے۔ یہ بات مخفی نا رہے۔

سوال: ہمارے ادب میں ترقی پسندی، جدیدیت اور مذہبی تشخص پر ملے جلے رجحان پائے جاتے ہیں۔ مخالف رجحانات بھی دکھائی دیتے ہیں۔ اس منظر نامے کے بارے میں آپ کے کیا خیالات ہیں؟

جواب: پرانی بات ہے ترقی پسندی کے رجحانات نفوش میں چھپنے والے کچھ مضامین اور افسانوں میں دکھائی دیے۔ پریم چند کی سادہ کہانیوں میں ترقی پسند رجحانات دکھائی دیتے ہیں۔ یہی وہ عناصر ہیں جو ان کہانیوں کو ابھی تک قائم رکھے ہوئے ہیں۔ یوں 1939ء میں اس تحریک کا باقاعدہ اور مکمل کھلا آغاز ہو گیا۔ وہ بات جو پریم چند ڈھکے چھپے انداز سے بیان کر رہے تھے اس تحریک کی صورت اختیار ہوئی۔ یا اختیار کی گئی۔ ترقی پسند غریب عوام اور معیشت کو ادب میں شامل کرنے کی بات کرتے تھے۔ ترقی پسندوں کا اہم نعرہ ادب برائے زندگی تھا۔ انھوں نے کیسے کہنا کی جگہ کیا کہنا کو اہم کہا اور سبھی اصناف میں لکھا۔ یعنی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ادب کے فنی، اسلوبی و اسلوبیاتی پہلو کی جگہ صرف ادب کے فکری پہلو کو اجاگر کیا۔ یا اہم سمجھا۔ میری رائے میں کوئی عمل سو فیصد درست نہیں ہو سکتا۔ یہاں بھی بات ہے۔ ادب میں جیسا



کم لکھنے کو کسی نے بھی افسانہ سمجھ لیا۔ زیادہ لکھنے کو ناول مان لیا گیا۔ کچھ بھی اپنی پسند ناپسند کو لکھ دینے کو تنقید گردانا جا رہا ہے۔ یوں اسلوب اور فن کے نام پر صرف اصناف کے نام باقی رہ گئے۔ یہی وجہ ہے ادب کے ساتھ بھی زیادتی ہوتی جا رہی ہے۔

سوال: اردو ناول اور افسانہ نگاروں میں کن کے افسانوں اور ناولوں نے آپ کو زیادہ متاثر کیا؟ اور آپ کا پسندیدہ افسانہ و ناول نگار کون ہے؟

جواب: کسی بھی ناول نگار اور افسانہ نگار کی ہر تحریر نے تو نہیں، مگر عبداللہ حسین اور میرے استاد بابا جی اشفاق احمد صاحب کی تحاریر میں سے کچھ ایسے انتخاب ہیں جو مجھے متاثر کرتی ہیں۔ افسانہ نگاروں میں سے غلام عباس کے کچھ افسانے بہت جاندار محسوس ہوئے۔ غشایا دصاحب، بہت زیادہ روانی سے بڑی سے بڑی حقیقت کو کہہ جاتے۔ اور ان کی اپنی تحریر پر ایسی گرفت ہوتی ہے کہ ایک لفظ اپنی مناسب جگہ پر اپنے صحیح مقام پر دکھائی دیتا ہے۔

سوال: آپ کی نظر میں ایک اچھے افسانے اور ناول کی تعریف کیا ہے؟

خبر نا ہو۔ اس کے پاس رویوں کی وجوہات کے ساتھ ساتھ جوابات بھی ہوں اور وہ بشری نفسیات اور فلسفے بے بہرہ نا ہو۔ یہاں تک آتے آتے اپنے حاصل کردہ فن میں وہ خیال پیش کرے گا کہ کہیں کسی جگہ بھی اس کی تخلیق اٹھائی جائے تو کوئی اسے اٹھا کر رکھنا دے اور وہ اپنے اندر اٹھنے سوالات کے جوابات پا جائے۔

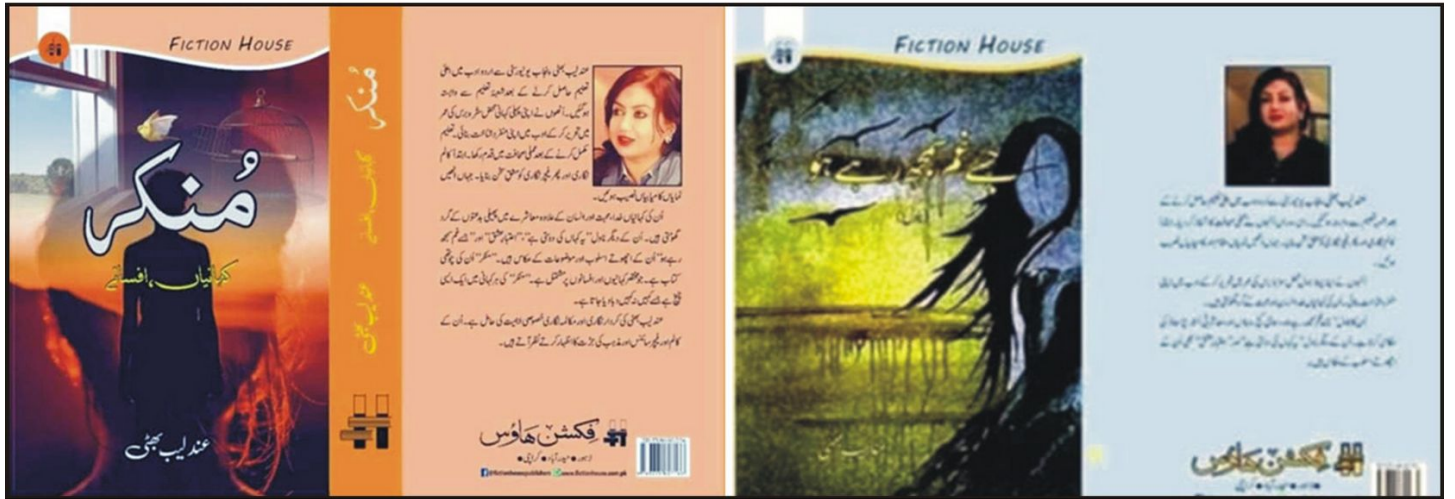
سوال: ادب سے لگاؤ رکھنے والے لوگوں کا کہنا ہے کہ ناول لکھنے کی بجائے اب افسانہ نگاری کی طرف رجحان زیادہ ہے۔ کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ اچھا ناول لکھنا نہایت مشکل، صبر آزما اور محنت طلب کا ہے؟ اس کے برعکس افسانہ ایک ہی نشست میں لکھا جاسکتا ہے۔ اس لیے اچھے افسانوں کا تناسب بھی زیادہ ہے۔ آپ کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب: یہ بات قابل ذکر ہے کہ ناول کا مطلب ہرگز نہیں کہ بہت زیادہ لکھنا بس ناول ہے اور بہت کم لکھ دینا افسانہ ہے۔ ایک پہلو یہ ضرور ہے کہ اکیسویں صدی تک آتے آتے انسان بہت جلد باز ٹھہرا اسے ہر کام کی جلدی ہے۔ تعلقات اور رویوں میں سب کچھ جلدی جلدی ہو جاتا

پورا اترے اور پھر اپنے خیال کی پختگی کا مظاہرہ کرے۔ اگر ایسا ہوتا کم نا ہوتا تو ناول بھی زوال پذیر نا ہوتا۔

سوال: آپ کے ناولوں اور افسانوں کے اب تک کتنے مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ کیا کسی نئے مجموعے پر بھی کام ہو رہا ہے؟ نیز اپنی تخلیقی کاوشوں کی تفصیلات سے ہمارے قارئین کو آگاہ فرمائیں؟

جواب: میرے پانچ مجموعے شائع ہو چکے۔ مجھے کبھی بھی تعداد کی فکر نہیں رہی۔ میرا دھیان ہمیشہ کوالٹی پر رہا۔ اسی لیے میرا گذشتہ مجموعہ منکر وہ نا صرف ساڑھے پانچ صفحات پر مشتمل ہے، بلکہ ایک ایگزیکٹو سائز میں ہے۔ جب منکر کی اشاعت کا معاملہ سامنے تھا تو مجھے اکثر احباب نے مشورہ دیا کہ یہ اچھی بھلی دو کتب ہیں۔ مگر منکر میں شامل افسانے اور کہانیوں کی ترتیب کچھ ایسی تھی کہ مجھے انھیں ادھر ادھر نہیں کرنا تھا۔ اس لیے پہلے ناول ”جسے غم سمجھ رہے ہو“ وہ مناسب صفحات پر مشتمل تھا۔ مگر اس سے پیچھے چلے جائیں تو ”اعتبار عشق“ ”تنقیدی نظریات“ ”میرے مضامین“ اور کچھ مختلف افسانے اور کہانیاں یہی آہنگ رکھتی ہیں۔ مجھے مواد کے لحاظ سے کتاب



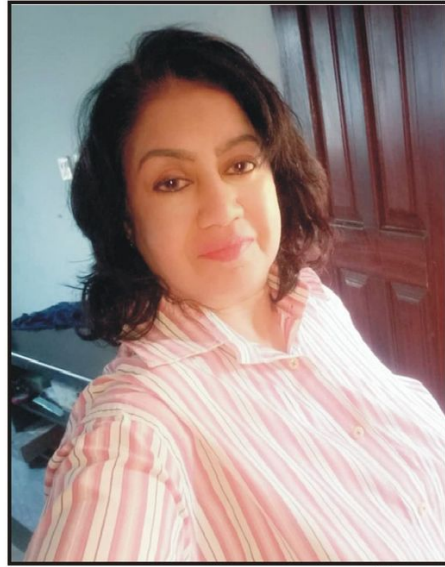
جواب: کسی حد تک جیسا کہ میں نے گذشتہ سوالات کے جوابات میں کہا کہ افسانہ ہو یا ناول۔ لکھنے والے کے پاس ماسٹرز ڈگری کے علاوہ بہترین اساتذہ کی تربیت ہو اور فن کی ریاضت برسوں پر محیط ہو اور وہ جب لکھنے لگے تو اسے علم ہو کہ وہ کہاں کس جگہ کوئی غلطی کر گیا۔ وہ خود اپنا تقاضا دسب سے پہلے ہو۔ ادب کی ہر صنف کا فن اور تکنیک کا علم ہی نہیں ریاضت بھی ہو۔ گرامر سے لے کر ہر صنف کے فنی پہلو عیاں ہوں۔ وہ خود کو اس صنف کے فنی پہلوؤں کے بیچ رکھ کر اپنی تخلیق کو معیار دے سکے کے لائق ہو۔ جیسے کہ ریسلر ریڈ زون میں نہیں جاتا۔ اسی طرح لکھنے والا تخلیق کار تبھی بن سکتا ہے جب اس کے پاس فنی فارمولہ اور خیال کی پختگی کے ساتھ بشری علم اور زندگی کی ریاضت بھی ہو۔ اس کے بعد لکھنے والے کے پاس اپنے خیال کے لیے زندگی کا علم ہو۔ اس کے پاس اپنی بات کے ہر کیوں کا جواب ہو۔ وہ معاشرے کے رویوں سے بے

ترتیب دینا پسند ہے۔ رواج بھی یہی ہے کہ جس نے بہت سا لکھا ہو لوگ متاثر ہو جاتے ہیں۔ اسی لیے سب سے پہلا سوال یہی ہوتا ہے کہ کتنی کتب ہیں۔ کیسی کتب ہیں اس تحقیق میں جانا ضروری نہیں جانا جاتا۔ ناول لکھنے کے لیے بھی وہ جو فن سے نا بلند ہیں وہ من کی جگہ صفحات کی گنتی کو مد نظر رکھتے ہیں۔ یہ ہم جیسے ریاضت کر چکے لوگوں کے لیے دکھ کی بات ہے غالب کا ایک دیوان مدت گزر جانے پر بھی لاکھوں کتب اور شعرا کی شاعری پر بھاری ہے۔ علاوہ ازیں میں ایک ڈرامہ لکھ رہی ہوں جو اپنے اختتام کے قریب ہے اس ڈرامے کے مرکزی خیال پر گذشتہ پندرہ برس میں کئی لکھنے والوں نے لکھا۔ رب کا کرم کہ یہ کام میں بھاپائی اور جو پروڈیوسر یہ پراجیکٹ لے کر میرے پاس آئے تھے۔ انھیں پندرہ برس بعد وہ مل گیا جو وہ چاہتے تھے۔ اس لیے انہی کے کہنے پر اس کہانی کے ساتھ ہی ناول ”بہرہ وپے“ کی شکل میں بھی شروع کر دیا گیا ہے۔ اس کے

ہے۔ جلد اچھا سمجھ لینا۔ جلد ہی برامان کر راستہ الگ کر لینا۔ دو لوگوں کے مابین گفتگو کی جگہ فتوے نے لے لی۔ گفتگو اور معاملات کو لے کر چلنا لکھنے میں ناول ہے۔ رویوں میں جب سے سمجھنے اور وضاحت دینا ختم ہوا، لکھنے میں ناول کم ہو گیا۔ افسانہ اپنی جگہ پر ایک مشکل ترین صنف ہے۔ اس کا اپنا فارمولہ ہے۔ جس کے سانچے میں ڈھل کر زندہ افسانہ لکھنا جان جو کھم کا کام ہے۔ ایسا ہرگز نہیں کہ فسانے میں کردار نگاری یا پلاٹ نہیں ہوتا۔ یا مکالمے نہیں ہوتے۔ ان سب پہلوؤں کو وہی لوگ نظر انداز کرتے اور کرنا چاہتے ہیں جو افسانے کے مشکل فن کو نبھانا جانتے نہیں۔ یوں مائیکرو افسانے نے افسانے کو صدمہ پہنچایا۔ وہی بات جو میں نے پہلے ہی کہہ جو فن سے نا بلند ہوتا ہے۔ وہ اپنی کسی کی اور کوتاہی کو چھپانے کے لیے کسی نام میں کچھ بھی دکھا۔ سنا دیتا ہے۔ سواچھے اور معیاری افسانے کے لیے افسانے تعریف پر پہلے فنی اعتبار سے لکھنے والا

نہیں رہا، لوگ اب ادب زیادہ نہیں پڑھتے، کتابیں کم کتی ہیں۔ آپ کی نظر میں ادب کے اس زوال کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

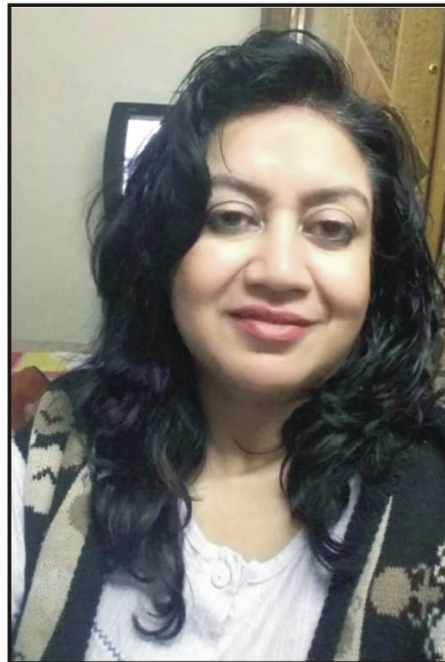
جواب: سوال کا پہلا حصہ کہ ہمارے ملک میں اب ادب پہلے جیسا نہیں رہا۔ تو میری دانست میں یا میرے علم کے لحاظ سے یہ بات کافی حد تک میرے گزشتہ جوابات سے ظاہر ہوتی ہے۔ ایک پر مزاح بات اکثر گردش کیا کرتی تھی کہ پہلے مرغی پیدا ہوئی تھایا انڈا۔ سو ادب کے زوال میں بھی یہی مثال کارفرما ہے۔ لیکن یہاں پہلے مرغی نے کی۔ مرغی نے ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت غیر معیاری انڈے منتخب کرنے شروع کیے اور بس پھر یہ سلسلہ آگے سے آگے چل نکلا۔ اب کہا یہ جاتا ہے کہ عوام یہی دیکھنا، پڑھنا اور سننا چاہتے ہیں۔ اس لیے ہم یہی کچھ لکھوانا، اودکھانا چاہتے ہیں۔ مگر پہلے تو کبھی بیان کردہ یہی دکھایا اور لکھوایا گیا ہوگا اور پھر اس یہی کو فرمائش میں ڈھال دیا گیا۔ ایسے میں دو طرفہ آسانی ہو گی وہ لوگ جنہوں نے علم کے حصول کو بے کار سمجھا۔ ادب کے فن کو وقت کی بربادی مانا، اور زندگی اور انسان کے علم کو فضول سمجھا۔ وہ ہی سامنے آنے لگے اور فرمائش پر وگرام درد میں فاشی کو لے آیا۔ ایسے میں وہ لوگ جن کے پاس نا ڈگری ہے ناریاضت وہ ہر جگہ کچھ بھی کہہ کر ادیب بننے چلے گئے اور یہ سب گزشتہ دو دہائیوں سے عروج پر ہے۔ یوں قابل کی قابلیت کو سمجھنے کی سمجھ رخصت ہوتی چلی اور قابلیت وضاحتوں تلے دے دی گئی۔ اقبال نے آنے والے وقت کی آہٹ کو سن کر یہی کہا تھا کہ اکثریت اتھارٹی کی ضمانت نہیں ہو سکتی۔ مگر ہم نے شخصیت پرستی کو رواج دے دیا ہے۔ مگر اب جس نے تخلیق کار کو تلاش کرنا ہے۔ سراہنا ہے۔ وہ ایسا تب ہی کرے گا۔ جب اس یہ پتا چلے گا کہ لکھنے والا کمال ہے یا نہیں۔ ایسے میں منظر پر آنے والی تخلیق کو کیا کہیں گے؟ اور وہ لوگ جواب بھی صرف ادب کے لیے خود کو وقف کیے بیٹھے ہیں۔ جنہوں نے ریاضتوں میں دہائیاں گزار دیں۔ ان کو کوئی ایسا جسے گرامر کا علم بھی نا ہو۔ وہ کہہ دیتا ہے کہ آپ کرتے کیا ہیں؟ کوئی تو پہل کرے کوئی تلاش کرے ان ہیروں کی جو واقعی تخلیق کار ہیں۔ یوں کتابیں کوئی کیوں خریدے گا۔ جب دو طرفہ فم فہمی کا رواج ہے۔ اس کے علاوہ جب سے پیسے دے کر کتاب پبلش ہونے لگی۔ صحیح معنوں میں تخلیق کار دولت مند لکھنے والوں میں دب گئے۔ جن اداروں نے تیس چالیس برس پہلے معاشرے کو ادیب دیے۔ وہ اس وقت اپنے پاس ایسے لوگوں کو رکھتے تھے۔ جو میرے بیان کردہ علمی معیار کے حامل ہوا کرتے تھے اور وہ شائع ہونے کے لیے آئے مواد کو پرکھتے کہ آیا یہ پبلش ہونے اور کتاب کہلانے کے قابل ہے یا نہیں۔ تب ہی ادارہ اس کی ترویج کرتا تا کہ لوگوں تک معیاری ادب پہنچے۔ مگر افسوس کے ساتھ اب جس کے پاس پیسے ہیں وہ کچھ بھی لے جائے کچھ روز بعد صاحب کتاب ہو جائے۔



ہی اچھے لگتے ہیں۔ پھر بھی آپ سے جاننا چاہیں گے کہ آپ کو اپنا کون سا ناول یا افسانوں کا مجموعہ زیادہ پسند ہے؟

جواب: مجھے دوسرے لکھنے والوں کا علم نہیں وہ کس بنیاد پر اس امر کی تخصیص کرتے ہوں گے، البتہ میرے ساتھ یہ سلسلہ ہے کہ کچھ نیا لکھوں تو پہلے والے کو دوبارہ لکھنے کا دل کرتا ہے۔ پھر بھی ابھی تک منکر کے بعد جو اپنے تئیں لکھا وہ میرا ناول ”انگار“ ہے۔ جو جلد ہی پبلش ہوگا البتہ منکر میرے لحاظ سے ایک شاہکار کتاب ہے۔ یوں تو میں کبھی من بیتی نہیں لکھی۔ مگر منکر کی ہر تحریر کسی کی زندگی میں گزرا کوئی انگار ہے کوئی چیخ جسے دبا دیا گیا۔ کوئی جھوٹ ہے جسے سچ مان لیا گیا۔ منکر کے افسانے پتلی تماشا اور سراغ زیست تو آدمی کے اندر چھپے انسان کہانی ہے۔ اور ہاں! میرے خاندان کی ایک بہت اہم کہانی ہے۔ جسے میری بڑی بہن مجھ سے لکھوانا چاہتی ہیں۔ جو میں شروع کر چکی ہوں۔ آپ چاہیں تو اسے بھی میری آنے والی کتب میں شمار کر سکتے ہیں۔

سوال: ہمارے ملک میں اب ادب کا مقام پہلے جیسا



ساتھ اس پراجیکٹ کے علاوہ میرا ناول ”انگار“ مکمل ہو چکا ہے۔ جو ہمارے معاشرے کے ایک بہت ہی اہم ایسے پر لکھا ہے۔ وہ جو شادی کو اپنی وقتی تسکین کے لیے استعمال کرتے ہیں اور گھر بسانا ضروری نہیں مانتے۔ اس ناول ”انگار“ کا یہی مرکزی خیال ہے۔ اس کے ساتھ میرے ایک ناول ”مکروہ لوگ“ جو خواجہ سراؤں پر لکھا گیا ہے۔ اس پر ویب سیریز کے لیے کام شروع ہونے والا ہے۔ ”بہرویسے“ ڈرامہ ختم ہوتے ہی ”مکروہ لوگ“ جو بہت بار شائع بھی ہوا اس پر ویب سیریز لکھنے کے ساتھ میری ایک کہانی ”تمنا“ کا آخری قدم پر فلم لکھنے اور ڈائریکٹ کرنے کا پراجیکٹ ہے۔ ویب سیریز اور فلم کے علاوہ ڈرامہ بہرویسے کی انچارج شپ بھی اگلا قدم ہے۔ میری تخلیقی کاوشیں کیسی رہیں؟ بات یوں ہے کہ مجھے قدرت نے لکھنے کے لیے چنا تھا۔ اس لیے مجھے وہ لوگ بھی ملتے گئے جو اس میں معاون ہوتے۔ قدرت نے مجھے بابا جی اشفاق احمد، منیر نیازی، شہرت بخاری، مرزا ادیب، خواجہ محمد زکریا، سمر طارق زیدی۔ سر سہیل احمد جیسے بڑے اساتذہ دے دیے۔ یوں لکھنے کی تربیت اور ڈگری ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ یہ سفر آگے بڑھنے لگا کالج اور یونیورسٹی میں لکھنے کا مکمل جاری رہا۔ جس میں ڈرامہ لکھنا اور ڈائریکٹ کرنا۔ افسانہ، کہانی، غزل، نظم، مضامین، شائع ہونے لگے۔ مگر ہنوز تشنگی باقی تھی۔ میرا مقالہ عرفی اور باغی میری پہلی باضابطہ کتاب کہہ سکتے ہیں۔ یونیورسٹی کے بعد میری تین کتب اور پتلے ہی پبلش ہوئیں۔ جو مقالہ لکھنے کے ساتھ ساتھ مکمل ہوئیں۔ بہت سی شاعری مختلف جگہوں پر پبلش ہوئی۔ مگر جی ہاں یہاں ایک مگر ہے۔ مگر شادی کے بعد مجھے دیارِ غیر جانا پڑا۔ اور دس برس کا ایک طویل عرصہ میں نے پڑھایا مگر لکھا تو صرف ذاتی حد تک۔ لیکن یہ بے معنی نہیں تھا۔ یہ دس برس میری ریاضت کے تھے۔ وطن واپسی پر کوئی دو برس پنجاب کالج میں پڑھا کر ایک معروف اخبار کی بھرپور درخواست پر انہیں جوائن کر لیا۔ اخبار میں ایڈیٹر بننے کے ساتھ ساتھ ایڈیٹر کی فرمائش پر کالم اور بعد ازاں فچر لکھنے شروع کیے اور یوں لکھنے کا کار کا ہوا سلسلہ دوبارہ شروع ہوا۔ مگر اب کہ فن کے ساتھ ساتھ زندگی اور انسان کا علم بھی تھا جس نے وہ پرانی تشنگی دور کر دی تھی پھر تخلیق ہوئی جسے غم سمجھ رہے اور اس کے دو برس بعد منکر۔ منکر کے بعد جو موجودہ کام ہے وہ آپ کو بتا دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایم فل کے طلبہ طالبات کو تھیسسز کروانا اور ڈیٹا الجھنوں کے لیے سیشن لینا بھی جاری ہے۔ انسانی رویوں کے ترویج کے لیے بھی سیشنز لیے جاتے ہیں۔ انہی کو اکثر لکھ کو دیا کرتی ہوں۔ میری کہانیوں کے مقالے میرے شاگرد اکثر سوشل میڈیا پر اپ لوڈ کرتے رہتے ہیں اور باقی جو پانچ نے پراجیکٹ پر کام کر رہی ہوں ان کے بارے میں بتا چکی ہوں۔

سوال: یوں تو افسانہ نگار کو اپنے سبھی ناول اور افسانے



سوال: آپ ایک سینئر افسانہ و ناول نگار، ادیبہ اور مصنفہ ہونے کی حیثیت سے ادب کی دنیا میں نئے آنے والوں کو کیا مشورہ دیں گی؟

جواب: ویسے تو میرے گزشتہ جوابات میں اس سوال کا جواب عیاں ہو جاتا ہے۔ سب سے پہلی بات تو یہی کہ ہر انسان کو قدرت نے کسی ناکسی خصوصیت کے ساتھ پیدا کیا ہوتا ہے۔ کسی ایک کا کمال دوسرے کا زوال نہیں ہوتا۔ یوں دنیا میں ہر ایک دوسرے کا وسیلہ بنتا ہے۔ خرابی تب ہوتی ہے جب انسان وہ کام کرتا ہے یا کرنا چاہتا جس کی خصوصیت اس کے پاس نہیں ہے۔ دوسری بات جب آپ کو پتا چل جائے کہ آپ کس کام کے لیے بنے ہیں تو پھر اس کو فنی اور تکنیکی لحاظ سے نا صرف سیکھیں بلکہ ریاضت بھی کریں تب کہیں جا کے پیش کش کا وقت آتا ہے۔ اب یہ ایک معاشرتی زوال ہے کہ ایسا ادیب جو صرف ادیب رہنا چاہے اور زندگی اسی کے لیے شخص کر رکھنا چاہے اسے ہمارا معاشرہ آٹے دال کے بھاد میں ڈالے رکھتا ہے۔ بات سمجھ آ چکی ہوگی۔ اگر کوئی ادیب ہے تو اسے فنی و تعلیمی اعتبار سے اردو ادب کو مضمون کی حیثیت سے پڑھنا چاہیے۔ ڈگری بھی لینی چاہیے۔ اور ریاضت یعنی specialization بھی کسی استاد سے لینی چاہیے۔ نیز ادب کی ڈگری ریکچرلر پڑھ کر ہی ڈگری بنتی ہے۔ ادب ایسے نہیں پڑھا جاتا۔ فن لینے کے بعد ادیب جب نفسیات، فلسفے اور زندگی کا علم حاصل کرتا ہے تبھی وہ قلم اٹھا سکتا ہے اور سب سے اہم بات ایک تخلیق کار من بیتی نہیں جگ بیتی لکھتا ہے۔ اور ان کے حل بھی بیان کرتا ہے۔ وہ معاشرے کا طبیب ہوتا ہے۔ اسے وہ نہیں لکھنا جو اسے صحیح لگتا ہے۔ اسے وہ لکھنا جو دراصل صحیح ہے۔ یہیں اس کو بشری اور زندگی کا علم مدد کرے گا۔

سوال: کیا آپ نثر کے ساتھ ساتھ شاعری بھی کرتی ہیں؟ اس کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ فرمائیں۔ نیز آپ کے پسندیدہ شعر کون کون سے ہیں؟

جواب: میں نے شاعری کا آغاز کالج میں جانے کے بعد کیا۔ سرنیر نیازی صاحب کو جب میں نے اپنی پہلی نظم دکھائی تو انھوں نے کہا کہ اس میں کوئی غلطی نہیں۔ ان کے یہ الفاظ میرے لیے آج بھی ایک میڈل کا درجہ رکھتے ہیں۔ یونیورسٹی جانے تک شاعری اپنے جو بن پڑتی۔ نثر کچھ کم ہو گئی تھی۔ میں نے بہت سی نظمیں لکھیں۔ غزل میرا شعبہ نہیں تھی۔ ایم فل کے بعد میری نثر پھر شروع ہو چکی تھی اور شاعری بھی جو بن پڑتی۔ جب میں بیرون ملک گئی تو میری غیر موجودگی میں میری تمام کاوشیں کسی اپنے نے ہی بھولپن میں کہیں گنوا دیں اور جب میں واپس آئی تو میرے پاس بارہ برس کی عمر سے لے کر یونیورسٹی تک کی ہر تخلیق کہیں نہیں تھی۔ اس کے بعد شاعری اگر لکھی بھی تو بس ذاتی حد تک۔ پسندیدہ شاعر تو بہر حال سب سے پہلے غالب صاحب۔ وہ ایک شاعر نہیں بلکہ

سکالر تھے۔ وہ ایک صدی آگے کی سوچ رکھنے والے انسان تھے اور تبھی ان کے ہمنوا ان کو سمجھنا سکے۔ ایسا ہر اسکالر کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ ایک وقت آگے کا انسان ہوتا ہے۔ جس کے ذہن تک ان کی رسائی نہیں ہوتی اور انسان کو جو سمجھ نہیں آتا اسے وہ غلط مان لیتا ہے۔ خیر! غالب کے بعد اگر نام لوں تو میر تقی میر۔ منتقد مین میں سے اور پھر متوسطین سے تو آگے نکل جائیں متاخرین میں فیض احمد فیض، ناصر کاظمی، (سہل متبع کے بادشاہ) ابن انشا اور منیر نیازی صاحب۔ صوفی، تنسم، قاتل شفاہی۔

سوال: ادبی سرگرمیوں کے علاوہ آپ کے دیگر مشاغل کیا ہیں؟

جواب: حقیقت تو یہی ہے کہ لکھنا، پڑھنا ہی میرا شوق ہے۔ یہی میرا کام ہے۔ اسی کی مختلف شاہراہیں ہو سکتی ہیں۔ لیکن ہاں! موسیقی اور گانا۔ نعت خوانی کرنا یہ میرے دل کے بہت قریب ہیں۔ میں مصوری بھی کرتی ہوں اور کہنے والوں کے لحاظ سے کہ بہت اچھی کرتی ہوں singaing اور مصوری میرا شوق ہے۔ میں ان کو بہت اچھے سے بھاتی ہوں مگر میں نے انھیں اپنا شوق ہی رہنے دیا۔ اس کے علاوہ مجھے کوکنگ کرنا بہت اچھا لگتا ہے مجھے کپڑوں کی ڈیزائن کرنا پسند ہے۔ کتاب پڑھنا تو بہر حال ہے ہی۔ لکھنے کے ساتھ ساتھ یہی سب شوق چلتے ہیں۔ گھر کا خیال رکھنا اور اپنے گھر والوں کا خیال رکھنا مجھے پسند ہے۔ میرا ہنوں کے لیے باعمل ہونا مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ مین اپنے رب کو اپنے عمل میں دیکھنا چاہتی ہوں۔ میرے ہر کام میں میرا لکھنا اور زندگی اور بشری شعور معاونت کرتے ہیں۔ میں روحانیت کی تعلیم بھی لے چکی ہوں جیسا کہ میں نے بتایا تھا۔ یہ سب مل کر مجھے بہت مصروف رکھتے ہیں۔ میرا علم مجھے لکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے عمل میں چاہیے ہوتا ہے۔ میں جب چلتے پھرتے لوگوں کو پڑھتی ہوں تو لکھتے ہوئے یہ سب میرے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ ایک تخلیق کار یوں ہی جانے لگتا ہے کون کہاں کس مقام پر ہے اور اسے کتنا کہنا ہے اور کتنا خاموش رہنا ہے۔ وہ رد عمل

کے دائرے سے باہر ہو جاتا ہے۔ تو یہی سب مجھے مصروف رکھتا ہے۔ موجودہ پراجیکٹ اور آنے والے پراجیکٹ جن کا ذکر کیا ان پر کام اور دن میں ایک سے دو ڈبئی کا فسلنگ کے سیشنز بھی لیتی ہوں۔

سوال: آپ کے پسندیدہ لباس، کھانے، موسم اور رنگ کون کون سے ہیں؟

جواب: مجھے ڈھیلے ڈھالے ٹراؤزر اور کھلے کھلے کرتے پسند ہیں۔ میں اپنے لباس کو سوتی، کھلا کھلا اور ایک رنگ میں پسند کرتی ہوں جس پر کچھ بھی اور شامل نا ہو۔ کڑھائی۔ وغیرہ کچھ نا ہو۔ ساتھ ایک بڑی سی شال ہو۔ چاروں موسموں میں میرا پہناوا ایک جیسا رہتا ہے۔ میں سبزی کا سالن اور سادی روٹی زیادہ پسند کرتی ہوں۔ یہی ناشتہ اور یہی رات کا کھانا۔ دوپہر کا کھانا میں نہیں کھاتی۔ لسی بھی گرمی میں کبھی کبھار۔ اس کے علاوہ مجھے ٹس پسند ہیں۔ روز صبح سویرے نماز کے بعد کافی لینا پسند ہے۔ چاکلیٹ آئسکریم بھی پسند ہے۔ گوشت کسی بھی شکل میں مجھے اچھا نہیں لگتا۔ موسم تو سبھی لوگوں کی طرح معتدل ہی پسند ہے اور یہ موسم ہمارے یہاں سال میں دو بار آتا ہے۔ ایک سردی سے گرمی کی طرف جاتے ہوئے۔ مجھے دوسرا پسند ہے۔ یعنی گرمی سے سردی کی طرف جانے کے درمیان کا عرصہ بھاتا ہے۔ رنگوں میں سبھی رنگ اچھے ہیں۔ ناپسند تو کوئی بھی نہیں۔ ہاں! سفید، نارنجی اور سبز زیادہ استعمال کرتی ہوں۔ اگر موقع ملے۔ پھول تو سبھی اچھے ہوتے ہیں۔ مجھے سبھی پسند ہیں۔ مگر موتیا، ٹیوب روز اور زگس کے پھول لکھنے میں مدد کرتے ہیں۔ پسند بھی ہیں۔

آپ کا ماہنامہ ہیومن رائٹس و ایچ میگزین کو وقت دینے کا بہت شکریہ۔

ماہنامہ ہیومن رائٹس و ایچ کا شکریہ کہ وہ ان لوگوں کو تلاش کرتا ہے جو ادب میں ریاضت کر چکے ہیں یا کر رہے ہیں۔ آپ کا بے حد شکریہ۔ سلامتی۔



# نوجوان نسل کی تخلیقی صلاحیت اجاگر کرنا ضروری ہے

انسان، قومی پوتھ پالیسی کے اس حرف آغاز کی اہمیت سے انکار نہیں کر سکتا۔ کیونکہ نوجوان کسی بھی ملک کی ترقی کا پیمانہ اور وقتاً اثاثہ ہیں، جنہیں ملکی ترقی میں ریڑھ کی ہڈی بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی بہترین تعلیم و تربیت اور ان کی نشوونما کے راستوں کو کھولنا تفریح اور کھلے ماحول اور مقامات کا ہونا ان نوجوانوں کی صلاحیتوں کو ابھارنے کا باعث بنتا ہے۔ پاکستان کے لئے نوجوانوں کے اس اثاثہ کی اہمیت اس لئے اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں کل آبادی کا نصف سے زائد نوجوانوں پر مشتمل بتایا جاتا ہے یعنی 15 سے 30 سال کے افراد کی عمر کی تعداد 40 فیصد سے زائد ہے۔ ہمارے اس مستقبل کی حالت زار بارے سرکاری اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ 15 سے 24 سال کی عمر کے 9 فیصد نوجوان بے روزگار ہیں۔ دوسری جانب عالمی اداروں کے مطابق یہ شرح 16 فیصد ہے۔ ایسے حالات میں پاکستانی نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد جو استعداد رکھتی ہے وہ سکون، روزگار اور تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے بیرون ملک کارخ کرنا اپنی اولین ترجیح قرار دیتے ہیں۔ اور جو وسائل نہیں رکھتے ان کا انتہا پسند رجحانات یا دیگر آلودگیوں کی طرف گامزن ہونے کا اندیشہ برقرار اس

اور دولت مشترکہ کے متعین کردہ نوجوانوں کے ایج گروپ کے مطابق 60 ملین سے اوپر بتائی جاتی ہے۔ اس وقت دنیا میں 15 سے 24 سال کی عمر کے نوجوانوں کا 54.3 فیصد اور 15 سے 29 سال کی عمر کے نوجوانوں کی کل تعداد 3.38 فیصد پاکستانی نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ خطے کی صورتحال کا جائزہ یہ بتاتا ہے کہ جنوب ایشیا جہاں نوجوانوں (15-24) کی عالمی تعداد 26.43 فیصد موجود ہے۔ اس خطے کے 8 ممالک کے نوجوانوں (15-24) کی کل تعداد 13.41 فیصد پاکستانی نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ اسی طرح افغانستان، بنگلہ دیش، بھوٹان، بھارت، پاکستان، مالدیپ، نیپال اور سری لنکا میں دنیا بھر کے (15 سے 29) نوجوانوں کا 25.64 فیصد آباد ہے اور پاکستان میں سارک ممالک کے مذکورہ نوجوانوں کی کل آبادی 13.20 فیصد موجود ہے۔

اعداد و شمار کے گورکھ دھندے کے بیان کرنے کا مطلب ان کی حالت زار پر گفتگو کرنا اس لئے بھی ضروری خیال کیا جا رہا ہے کہ حکومتی قومی پوتھ پالیسی (جو ہر حکومت میں گزشتہ کئی برسوں سے چلی آ رہی ہے) کی دستاویز کے حرف آغاز ہے میں یہ کہا گیا تھا کہ نوجوان ہمارا مستقبل، نوجوان ہمارا اثاثہ ہیں کوئی بھی ذی شعور



عوام کی آواز

ضمیر آفاقی

zameerafaqi@gmail.com

یوں تو پاکستان کو کئی اعزاز حاصل ہیں زرعی اجناس سے لیکر مڈفون خزانوں تک میں ہم ایک منفرد ملک ہیں، لیکن اس کے ساتھ ہمیں یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس کا شمار نوجوانوں آبادی والے پانچویں بڑی تعداد کے حامل ملک میں ہوتا ہے۔ اقوام متحدہ 15 سے 24 سال کے ایج گروپ کو بین الاقوامی طور پر نوجوانوں کی آبادی کا گروپ قرار دیتا ہے۔ جبکہ پاکستان دولت مشترکہ کے متعین کردہ نوجوانوں کے ایج گروپ 15 سے 29 سال کو نوجوانوں کی آبادی کا گروپ تصور کرتا ہے۔ اگر ہم پاکستان میں نوجوانوں کی حقیقی آبادی کا تعین کریں تو مختلف رپورٹس اور اعداد و شمار کے مطابق پاکستان میں نوجوانوں کی تعداد اقوام متحدہ کے طے شدہ ایج گروپ کے مطابق 42 ملین سے زائد

سے میدانوں کو آباد کرنا ہوگا اگر ہم اپنے نوجوانوں کا رخ ٹھیک کر لیتے ہیں تو ہمارا آج کا نوجوان ایک بہتر پاکستان کا معمار بن سکتا ہے ان کی تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے ہمیں بحیثیت معاشرہ ہر سطح پر اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ ہمارا نوجوان جس کے اندر ٹیلنٹ کی کوئی کمی نہیں یہ ملکی حالات سے کس قدر فیڈ اپ ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے والے نوجوان موقع ملتے ہی یہاں سے بھاگنا چاہتے ہیں۔ پاکستان اور سیز ایمپلائمنٹ کارپوریشن کے اعداد و شمار اس جانب اشارہ کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ گزشتہ تین دہائیوں میں اب تک 36 ہزار سے زائد پاکستانی نوجوان، جن میں ڈاکٹر، انجینئر اور اساتذہ شامل ہیں، بیرون ملک اپنی خدمات فراہم کرنے کے لیے ہجرت کر چکے ہیں۔ ہماری سیاسی اشرافیہ اسے بھی کارکردگی اور زرمبادلہ کا ذریعہ سمجھتی ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے کیونکہ برین درین سے صرف ملک کا نقصان ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے نوجوانوں پر بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

کی شمع روشن کر کے ہی لائی جاسکتی ہے معاشرے میں مثبت تبدیلی کا خواب دیکھنے والوں کا خیال ہے کہ امن، محبت اور رواداری کے حامل معاشرے کے قیام کے لئے سکولوں کی سطح سے لیکر کالج اور یونیورسٹی اور مذہبی تعلیمی اداروں تک کے طلباء میں تمام تعصبات اور نفرت سے پاک محبت بھری تعلیمات جس میں امن محبت اور رواداری کا درس ملتا ہو کا شعور اجاگر کرنے سے ہم اسی کی دہائی سے پہلے والے معاشرے کا مقام حاصل کر سکتے ہیں جب ہر طرف امن اور سکون تھا، کھیلوں کے میدان اور پارک نوجوانوں کی مثبت سرگرمیوں سے آباد تھے۔ تعلیمی اداروں میں بزم ادب کی محفلیں اور تقریبات سے محبت اور بھائی چارے کی فضا قائم رہتی تھی۔ ہمیں ایسی ہی تبدیلی کے خواہاں ہونا چاہیے جس کے لئے ان کی کوششیں ناگزیر ہیں، مختلف کالجز اور یونیورسٹیوں میں صوفی شعرا کے کلام پر مبنی سیمینار، مشاعرے اور تقریبات کا انعقاد کرنا چاہیے، صرف کرکٹ کے جنون سے نکل کر ہر طرح کی کھیلوں

لئے رہتا ہے کہ یہاں ایسے گروہ، جتنے اور جماعتیں موجود ہیں جو ان کی تاک میں رہتے ہیں (ہر دھرنے لاٹک مارچ اور سیاسی و مذہبی جلسوں میں انہیں دیکھا جاسکتا ہے۔ پاکستان جن حالات سے گزر رہا ہے جہاں دہشت گردی امن و امان کی ابتر صورت حال ہے روزگاری، بھوک اور بیماریوں کی فراوانی ہے وہاں حکومتی اور سماجی سطح پر اس طرح کی کوششوں کو فروغ دیا جانا ضروری ہے کہ یہ نوجوان مثبت سرگرمیوں میں حصہ لے کر معاشرے میں فعال کردار ادا کر سکیں یہ بات بھی بڑی خوش آئند ہے کہ ہمارے ہاں سماجی سطح پر اس بات کا شعور دن بہ دن اجاگر ہوتا جا رہا ہے کہ نوجوانوں کی تربیت کے بنا ملک ترقی نہیں کر سکتا اس حوالے سے کئی سماجی ادارے اور تنظیمیں سرگرم عمل ہیں جو نوجوانوں کی صلاحیتوں کو مثبت رنگ دینے کے لئے مختلف طرح کے پروگراموں کا انعقاد کر رہی ہیں حالانکہ یہ کام حکومت کے کرنے کا ہے۔ معاشرہ کو پر امن بنانے اور ترقی کی طرف گامزن کرنے کے لئے تبدیلی نوجوانوں میں امید

**PRESENT & FUTURE  
KEY INITIATIVES**

## خواتین کی باختیار روشن آج اور کل کی تیاری

کسی بھی معاشرے کی ترقی اور خوشحالی کا انحصار خواتین کی ترقی پر ہے

### ویمن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ، حکومت پنجاب خواتین کی سماجی و معاشی خود مختاری کے لیے پُر عزم



**بااختیار عورت  
خوشحال معاشرہ**



صنعتی امتیاز کے خاتمہ کیلئے  
تربیت اور رہنمائی کا جامع پروگرام  
**جینڈر مین اسٹریمنگ  
پروگرام**



پنجاب ویمن ڈویلپمنٹ پالیسی 2018  
کے فریم ورک کے بہتر نفاذ  
اور آگاہی کیلئے مختلف  
**ٹریننگ پروگرامز  
کا انعقاد**



صوبہ بھر میں نجی ویمن ہاسٹل کی رجسٹریشن  
اور مانیٹرنگ یقینی بنانے کیلئے  
**ویمن ہاسٹلز اتھارٹی  
کا قیام**  
منظوری کے آخری مراحل میں



SPL # 1052

ڈائریکٹوریٹ آف ویمن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ، حکومت پنجاب

www.wdd.punjab.gov.pk





ترتیب اہتمام  
بشری رضوان



# دنیا سے خواتین



کریں اور نہاری کو 3 سے 4 گھنٹے تک دھیمی آچ پر پکنے دیں۔ کٹی ہوئی پیاز کو سنہری ہونے تک فرائی کریں، نہاری میں شامل کریں اور مزید 15 سے 20 منٹ تک پکائیں، دھنیا، لیموں، ہری مرچ، ادراک چھڑک کر گرما گرم نان کے ساتھ پیش کریں۔

گھریلو ٹوٹکے

## خشک جلد

خشک جلد یا خارش کی صورت میں دلیہ کو استعمال کر کے دیکھیں، طبی ماہرین کے مطابق جو کے دلیہ میں ایسے کیمیکلز ہوتے ہیں جو خارش کو کم کرتے ہیں جبکہ ان میں موجود آئل جلد کو نمی فراہم کرتا ہے۔ کسی کپڑے میں



دلیہ کو بھر کر نلکے کے ساتھ اس طرح لوکائیں کہ پانی ان سے گزر کر بالٹی میں گرے اور پھر اس سے نہالیں۔

## مہاسے

لیموں نئے کیل مہاسوں کو ابھرنے کی روک تھام کرنے کے ساتھ ساتھ جلد کی شفافیت کے لیے بہترین



ہے۔ لیموں کے عرق میں روئی کو ڈبوئیں اور کیل مہاسوں پر دبا کر رکھ لیں اور کچھ دیر بعد اسے ٹھنڈے پانی سے دھولیں۔

ہیمنٹ یا پوری طرح پکنے تک سٹیم دیں۔ رائتہ بنانے کے لئے ایک بلینڈر میں ہرا دھنیا، پودینے کے پتے، زیرہ، ہری مرچ، نمکا ور عیسے ملک پیک دہی ڈال کر اچھی طرح بلینڈ کریں۔ اب اسے تیار چکن سٹیم روسٹ کے ساتھ سرو کریں۔

## بیف نہاری

اجزا: ایک کپ تیل، 2 کلو گوشت، نمک حسب ذائقہ، گرم مصالحہ پاؤڈر دو چائے کے چمچ، سرخ مرچ



پاؤڈر تین چائے کے چمچ، دھنیا پاؤڈر دو کھانے کے چمچ، ادراک ڈیڑھ کھانے کا چمچ، لہسن ڈیڑھ کھانے کا چمچ، ہلدی پاؤڈر ڈیڑھ چائے کا چمچ، آٹا 6 کھانے کے چمچ، 2 درمیانی سائز کے پیاز کٹے ہوئے۔ نہاری مصالحہ 2۔ پہلی 2 عدد۔ ڈھائی کھانے کے چمچ ثابت دھنیا۔ آدھا چائے کا چمچ جاوتری پاؤڈر۔ تیز پات 2 عدد۔ دارچینی 2 عدد۔ بڑی الائچی 4 عدد۔ لونگ 10 عدد۔ چھوٹی الائچی 10 عدد۔ ایک چائے کا چمچ زیرہ۔ ایک کھانے کا چمچ کالی مرچ۔ سونف 4 چائے کے چمچ۔ بادیاں کا پھول دو عدد (ان اجزا کو باریک پس لیں)۔ گارنش کیلئے۔ تازہ دھنیا۔ تازہ ہری مرچ۔ ادراک۔ لیموں۔ تلی ہوئی پیاز۔ ترکیب: تیل گرم کریں اور چند منٹ تک تیز آچ پر گوشت کی بھنائی کریں۔ گوشت میں آٹے اور پیاز کے علاوہ مصالحہ 1 کے اجزا شامل کریں اور گوشت میں صحیح طریقے سے جذب ہونے تک تیز آچ پر پکائیں۔ گوشت میں 10 گلاس پانی شامل کریں، 4 گلاس پانی میں آٹا حل کریں اور گوشت میں شامل کریں اور تیز آچ پر پکائیں۔ ایلٹے ہوئے اجزا میں نہاری مصالحہ شامل

## پکوان

### چکن سٹیم روسٹ

اجزا: چکن (لیگ اور تھائے پس) 3-4 کھانے کا تیل (تیلے کے لیے) حسب ضرورت۔ دودھ، اور دہی، چلی گارلک کچپ 1/4 کپ، چاٹ مصالحہ ایک کھانے کا چمچ، تندوری مصالحہ 2 کھانے کے چمچ، دھنیا پاؤڈر 1 کھانے کا چمچ، لال مرچ پاؤڈر 2 کھانے کے چمچ، کٹی لال مرچیں 2 کھانے کے چمچ، نمک 1 چائے کا چمچ، لیموں کا رس 2 کھانے کے چمچ اور خ فوڈ کلر 1 چائے کا چمچ، پانی (سٹیم کے لئے) حسب ضرورت، سفید تیل چائے کا چمچ۔ رائتہ بنانے کے اجزا: ہرا دھنیا 1/2 کپ، پودینہ کے پتے 1/2 کپ، ہری مرچ 2-1 نمک 1/2 چائے کا چمچ۔ زیرہ 1 چائے کا چمچ۔ دہی حسب ضرورت۔ ترکیب: سٹیم روسٹ بنانے کے لئے چکن لیگ اور تھائے پس میں گھرے کٹ لگائیں۔ پھر ایک کڑاہی میں کھانے کا تیل گرم کر کے اس میں چکن کو دو سے تین منٹ تک فرائی کریں۔ اب ایک بال میں عیسے ملک پیک دہی، چلی گارلک کچپ، چاٹ مصالحہ، تندوری مصالحہ، دھنیا پاؤڈر، لال مرچ پاؤڈر کٹی لال مرچیں، نمک، لیموں کا رس، اور اورخ فوڈ کلر ڈال کر اچھی طرح کس کریں۔ پھر فرائیڈ چکن کو اس میں کوٹ کر کے دو سے تین گھنٹے کے لیے میرینیٹ کریں۔ اب سٹیم میں پانی ڈال کر ابلنے دیں اور میرینیٹکے چکن کو سٹیم میں ڈال دیں۔ پھر اس پر سفید تیل چھڑک کر ڈھکن سے ڈھانپیں، اور پندرہ سے





# ہیلتھ اینڈ فٹنس

ترتیب اہتمام  
نذہت عروج بیگ



رہنمائی اسپیڈ میں ایڈجسٹڈ سسٹم : ایک پیچیدہ جسمانی میکانزم ہے جو بلڈ پریشر، سیال توازن، اور الیکٹرو لائٹ ہومیوسٹاس کو منظم کرتا ہے۔ میکانزم بلڈ پریشر اور فلوئڈ کے توازن کو برقرار رکھنے میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ میکانزم کا زیادہ فعال ہونا ہائی بلڈ پریشر، دل کی ناکامی، اور گردے کی بیماری میں حصہ ڈال سکتا ہے۔ بلند فشار خون ایک ایسا مرض ہے جس کی علامات مختلف لوگوں میں مختلف طرح سے ظاہر ہوتی ہیں جبکہ کچھ لوگوں میں یہ علامات ظاہر ہی نہیں ہوتیں اور وہ بے خبری میں مارے جاتے ہیں اسی لیے اسے silent killer یعنی خاموش قاتل بھی کہا جاتا ہے۔ آج دنیا میں ہائیپرٹینشن کے مریضوں کی تعداد ڈبلیو۔ایچ۔او کے مطابق 1.28 بلین ہیں۔ اور پاکستان میں ان مریضوں کی تعداد 10 ملین ہے۔ یہ عام ہے لیکن اگر علاج نہ کیا جائے تو یہ سنگین ہو سکتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم کیسے جان پائیں گے کہ ہم اس بیماری کا شکار ہو چکے ہیں تو اس کے لیے سب سے پہلے ہمیں یہ جاننا ہوگا کہ اسکی علامات کیا ہیں۔ جیسا کہ پہلے میں نے بات کی اکثر مریضوں میں اس کی علامات موجود نہیں ہوتی ہیں اور وہ جان ہی نہیں پاتے کہ وہ ہائیپرٹینشن کا شکار ہو چکے ہیں۔ جب تک وہ باقاعدہ چیک اپ نہ کرائیں یا انہیں جب خبر ہوتی ہے جب پیچیدگیاں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ بلند فشار خون کی علامات میں چکر آنا، بصری خرابی، سر درد، چہرے کی فلشنگ اور بہت زیادہ تھکا تھکا محسوس کرنا ہے۔ ناک سے خون بہنا، الجھن۔ سینے کا درد، سانس لینے میں دشواری۔ بے ترتیب دل کی دھڑکن، پیشاب میں خون وغیرہ ہیں۔ ان میں سے ایک بھی

پریشر: اس قسم کا ہائی بلڈ پریشر بنیادی طبی حالت یا ادویات، جیسے گردے کی بیماری، ایڈریٹل غدود کی بیماری، بعض دوائیں، اور نیند کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس قسم کا ہائی بلڈ پریشر نوجوان بالغوں میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ مزاحم ہائی بلڈ پریشر: یہ ہائی بلڈ پریشر ہے جس کا علاج اور انتظام کرنا مشکل ہے۔ جب تین مختلف بلڈ پریشر کم کرنے والی ادویات کے استعمال کے باوجود بلڈ پریشر بلند رہتا ہے تو اسے مزاحم سمجھا جاتا ہے۔ الگ تھلگ سسٹولک ہائی بلڈ پریشر اس قسم کے ہائی بلڈ پریشر کی خصوصیت ہائی سسٹولک پریشر اور کم ڈائسٹولک پریشر ہے۔ یہ ہائی بلڈ پریشر کی سب سے عام قسم ہے جو بڑی عمر کے بالغوں میں پائی جاتی ہے۔ میلکینیٹ ہائی بلڈ پریشر یہ ہائی بلڈ پریشر کی ایک نایاب لیکن شدید قسم ہے جو اعضا کو نقصان پہنچاتی ہے اور اسے طبی ایمرجنسی سمجھا جاتا ہے۔ ایسیہائیپرٹینسیو ایمرجنسی بھی کہا جاتا ہے جب ہائی بلڈ پریشر میں اعضا کو نقصان نہ پہنچایا جائے اسے ہائیپرٹینسیو ایمرجنسی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک خطرناک مرض ہے اور ہم میں سے اکثر اس سے نمٹنے کے لیے صرف دواؤں پر انحصار کرتے ہیں اور ڈاکٹر کی جانب سے دی گئی باقی ہدایات کو نظر انداز کر کے معاملے کو اور سنگین بنا دیتے ہیں جب کہ ہمیں چاہیے کہ معالج کی دی گئی ہدایات پر مکمل عمل کریں یہ بات ذہن میں رہے کہ جب بھی ہم بیمار ہوتے ہیں تو ہمارا جسم اس بیماری کے خلاف جنگ لڑتا ہے اور جب ہمارا جسم اس جنگ میں ہار جاتا ہے تو ہمارے اندر بیماری کی علامات ظاہر ہوتی ہیں اور پھر ہمیں ڈاکٹر کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اسی طرح جب ہماری خون کی نالیوں میں خون کی گردش تیز ہو جاتی ہے تو اس کو محسوس اور کنٹرول کرنے کے لیے اللہ نے انسانی جسم میں ایک نظام رکھا ہے جیسے ہائی بلڈ پریشر کو کنٹرول کرنا قدرتی نظام: بیرو ریسیپٹر ریفلکس کہتے ہیں۔ بلڈ پریشر کو برقرار رکھنے میں مدد کرتے ہیں بیرو ریسیپٹر کی خرابی بلڈ پریشر کی خرابی کا باعث بن سکتی ہے جس کی وجہ سے ہائیپرٹینشن اور ہائیپرٹینشن کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

## بلند فشار خون Hypertension



تحریر: ڈاکٹر زخرف احمد

محترم قارئین ہم روزانہ زندگی میں بہت سی بیماریوں کا سامنا کرتے ہیں جن میں سے ایک کے بارے میں آج میں بات کر رہی ہوں وہ ہے بلند فشار خون یعنی ہائی بلڈ پریشر ہے جسے ہائیپرٹینشن بھی کہا جاتا ہے جس کا سامنا بہت سے لوگوں کو ہے سب سے پہلے ہمیں معلوم ہونا چاہیے یہ ہوتا کیا ہے۔ خون کا دباؤ وہ دباؤ ہوتا ہے جو دل کے سکڑنے اور پھیلنے کے دوران خون کی نالیوں پر پڑتا ہے۔ دل کے سکڑا کے دوران ریکارڈ شدہ دباؤ کو سسٹولک بلڈ پریشر (ایس بی پی) کہا جاتا ہے، اور حالت سکون کے دوران جو دباؤ ہوتا ہے اس کو "ڈائیوسٹولک بلڈ پریشر (ڈی بی پی) کہا جاتا ہے۔ طبی ماہرین کے مطابق 120/80 یا اس سے کم بلڈ پریشر معمول کا ہوتا ہے تاہم اگر یہ 140/90 یا زیادہ ہو تو آپ کو علاج کی ضرورت ہوتی ہے اور ہر ایک اس کا شکار ہو سکتا ہے تاہم کچھ مخصوص افراد میں اس کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔ بلڈ پریشر کسی بھی عمر میں بڑھ سکتا ہے مگر اس کا خطرہ 40 سال کے بعد تیزی سے بڑھنا شروع ہو جاتا ہے۔ ہائی بلڈ پریشر کی قسمیں ہیں جن میں کچھ اقسام یہاں بیان کی گئی ہیں۔ پرائمری ہائی بلڈ پریشر یہ سب سے عام قسم ہے، جو ہائی بلڈ پریشر کی تمام تشبیہوں میں سے 90 سے 95 فیصد تک ہوتی ہے۔ اس کی کوئی قابل شناخت وجہ نہیں ہے یہ جینیاتی عوامل، عمر اور طرز زندگی کے امتزاج سے منسوب ہے۔ سیکنڈری ہائی بلڈ



# ہیلتھ اینڈ فٹنس

ترتیب اہتمام  
نہایت عروج بیگ

دیا گیا۔ سٹورز پر فروخت ہونے والے کیوریورین بیگ، انجکشن واٹر فار انجکشن بھی غیر معیاری قرار دے دیے



گئے۔ سپنشن زونڈ، سیرپ ڈاکٹر توس، سپنشن ایس این ڈومپ، سیرپ سپیکو میں میں آتھیلین گلوکول کی مہلک مقدار پائی گئی، جبکہ ہربل ادویات ٹیبلٹ ہب ای گوگل خاص، کریم کیوٹی، کریم گلوکس میں ایلوپیتھک اجزاء پائے گئے، اس کے علاوہ ہربل لوشن لرموسٹ ایڈوانسڈ، سیرپ سونا میں ایلوپیتھک اجزاء پائے گئے، جبکہ ہربل کریم بانیوٹو، کریم امیزا اور کریم برائیڈ وگلٹری گولڈ میں بھی ایلوپیتھک اجزاء پائے گئے۔ ڈرگ ٹیسٹنگ لیمز کی تجزیہ کے بعد رپورٹ جاری کی گئی، جس میں غیر معیاری ایلوپیتھک اور ہربل ادویات کا اشاک مارکیٹ سے ہٹانے کی ہدایت کی گئی ہے۔

## زیتون وزن کم کرنے اور شوگر نارمل

### رکھنے میں ادویات سے بہتر قرار

حالیہ تحقیق میں محققین نے پایا ہے کہ زیتون میں پایا جانے والا ایک قدرتی مرکب ایلیو لک ایسڈ خون میں شوگر کی سطح کو کم کرتا ہے اور وزن میں کمی کو فروغ دیتا ہے۔ میڈیا



رپورٹس کے مطابق مذکورہ بالا دریافت انسانوں میں موٹاپے اور ٹائپ ٹو ذیابیطس کے انتظام کے لیے محفوظ اور سستی قدرتی مصنوعات کی دستیابی کا باعث بن سکتی ہے۔

گہرے سانس لینا (Deep breathing) گہری سانس لینے سے دل کی دھڑکن کو کم کرنے اور بلڈ پریشر کو کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ کم کام کریں (Work less) کیونکہ بہت زیادہ کام کرنا اور کام کے دباو والے حالات دونوں کا تعلق ہائی بلڈ پریشر سے ہے۔ درمیانہ درجے کی آکسیجن خور جسمانی سرگرمی میں حصہ لیں جو کہ کم از کم 10 منٹوں تک محیط ہو، جیسا کہ جاگنگ، واکنگ، تائی چی کی پریکٹس، تیراکی، تاکہ ہفتہ وار ہدف یعنی کم از کم 150 منٹوں تک پہنچا جائے یا 75 منٹوں کی زائد شدت کی آکسیجن خور جسمانی سرگرمی ملا کر کی جائے (اگر آپ کو کارڈیو اسکولر بیماری کا پرخطر عوامل درپیش ہوں، براہ مہربانی ورزش سے قبل طبی مشورہ طلب کریں۔ ڈارک چاکلیٹ کھائیں (Eat dark chocolate) چاکلیٹ اور کوکو پاڈر فلیوونائڈز (flavonoids) سے بھرپور ہوتے ہیں جو کہ پودوں کے مرکبات ہیں جو خون کی شریانوں کو پھیلانے کا باعث بنتے ہیں۔ بیر کھائیں (Eat berries) بیر یوں میں پوٹینٹیل، قدرتی پودوں کے مرکبات بھی ہوتے ہیں جو آپ کے دل کے لیے اچھے ہوتے ہیں۔ ٹھنڈے پانی سے نہائیں۔ ہائپرٹینشن یا ہائی بلڈ پریشر کی بیماری کا سبب دھنی دبا اور تانہ نہیں بلکہ پھولوں اور سبزیوں کے بجائے فاسٹ فوڈ کا استعمال، تمباکو نوشی اور تن آسانی کو بھی قرار دیا جا رہا ہے لہذا ہمیں اس بارے میں سوچنا ہوگا یعنی اگر ہمیں اس مرض سے بچنا ہے تو قدرتی غذاں کو اپنے دسترخوان کا حصہ بنانا ہوگا جیسا کہ دہی، کیلے، دار چینی، آلو، چھندر، لوبیا، مچھلی اور بادام وغیرہ کو اپنی غذا کا حصہ بنائیں۔ ڈاکٹر کے مجوزہ نسخہ کے مطابق دوائیں اور باقاعدگی سے طبی فالو اپ معائنے کروائیں۔

## پنجاب میں فروخت ہونیوالی

### 15 ادویات غیر معیاری قرار

لاہور: پنجاب میں فروخت ہونے والی مزید 6 ایلوپیتھک اور 9 ہربل ادویات کو غیر معیاری قرار دے

علامت ظاہر ہو تو فوری ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہیے اس کے علاوہ بلند فشار خون کی خاندانی ہسٹری (پہلے درجے کا تعلق)۔ موٹاپا بھی ہائی بلڈ پریشر کے خطرے کی سب سے بڑی علامت ہے، خاص طور پر اگر آپ کی توند نکلی ہوئی ہے۔ اسی طرح اگر آپ کے اندر کچھ مخصوص امراض جیسے ذیابیطس، گردوں کے امراض، ہائی کولیسترول یا تھائی رائیڈ کے امراض کی تشخیص ہوئی ہے تو ہائی بلڈ پریشر کا خطرہ بھی دوگنا بڑھ جاتا ہے۔ اور ان امراض کے علاج کے لئے دی جانے والی ادویات بلڈ پریشر بڑھانے کا بھی باعث بن سکتی ہیں۔ مریض کی طبی ہسٹری لینے اور مریض کے تفصیلی جسمانی معائنے کے بعد، ڈاکٹر ضرورت پڑنے پر دیگر تحقیقات کا بندوبست کرے گا، جیسا کہ خون کا معائنہ، پیشاب کا معائنہ، الیکٹرولائٹس اور گلوگرام، چھاتی کا ایکسرے اور فٹنس معائنہ تاکہ بلند فشار خون کے اسباب اور پیچیدگیوں کو جاننا جا سکے۔ ہائپرٹینشن کے بہت سے اسباب ہوتے ہیں جیسے: ۱: پیریفلر ویسکولر آرٹیریل مزاحمت میں اضافہ۔ ۲: وینس سسٹم کی کم گنجائش۔ ۳: خاندان میں پہلے کسی کو ہائی بلڈ پریشر۔ ۴: کھانوں میں نمک کا زیادہ استعمال۔ ۵: ماحولیاتی عوامل۔ ۶: مسلسل دھنی دباؤ وغیرہ۔ ابتدائی تشخیص اور مناسب علاج سے موثر طور پر بچا سکتا ہے یا پیچیدگیوں کو بڑھنے سے تادیر روکا جاسکتا ہے۔ اب بات کرتے ہیں اس کے علاج کے متعلق کہ کیا اس کا علاج ممکن ہے اس کا علاج اگر آپ چاہتے ہیں تو آپ کو درج ذیل طرز زندگی کو اپنانا ہوگا۔ ۱: باقاعدہ ورزش کریں۔ ۲: موٹاپے کو کنٹرول کریں۔ ۳: اگر مسلسل تناؤ کا شکار ہیں تو طرز زندگی میں تبدیلی لائیں۔ ۴: کم نمک کے ساتھ صحت بخش غذا کھائیں۔ ۵: الکحل کا استعمال نہ کریں۔ ۶: سگریٹ نوشی نہ کریں۔ ۷: روزانہ 7 سے 9 گھنٹے کی نیند لیں۔ بالغوں کو تجویز کیا جاتا ہے کہ اپنے خون کے دبا کی باقاعدگی سے جانچ کروائیں۔ ہم ہائی بلڈ پریشر کو کم کرنے کے لیے کچھ تھیراپیز (Therapies) گھر میں بھی کر سکتے ہیں جیسے کہ



بتایا کہ اس زمانے میں بچوں سے ایسی باتیں چھپائی جاتی تھیں اس لئے انہیں یہ بات اسکول کے بچوں سے پتہ چلی جس سے بہت اذیت پہنچی۔ انہوں نے بتایا کہ جب وہ 19 برس کی تھیں تو ان کے والد کا کینسر سے انتقال ہو گیا اور انہیں چھوٹی عمر سے گھر میں والد یا بھائی کی شکل میں مرد شخصیت کا ساتھ نہ ملا۔ اداکارہ نے بتایا کہ انہوں نے اپنی زندگی سے ایک سبق سیکھا ہے کہ عورت چاہے کنواری ہو یا شادی شدہ، اس کے پاس اپنی کمائی ضرور ہونی چاہئے۔

## اپنی محبت کیلئے آخری دم تک

### لڑتی رہوں گی، ملائیکہ اروڑا

ممبئی: بالی ووڈ اداکارہ ملائیکہ اروڑا نے کہا ہے کہ وہ اپنی محبت کیلئے آخری دم تک لڑتی رہیں گی۔ ایک تازہ انٹرویو میں اداکارہ کا کہنا تھا کہ وہ اپنی سچی محبت سے کبھی



دستبردار نہیں ہوں گی کیوں کہ وہ ایک اسکارپین ہیں۔ اداکارہ کا کہنا تھا کہ وہ ایک حقیقت پسند انسان ہیں اور انہیں علم ہے کہ محبت میں کس حد تک جانا ہے۔ بھارتی اداکارہ نے اپنے بوائے فرینڈ اداکار ارجن کپور کی سالگرہ کے موقع پر مہم پوسٹ کر کے مداحوں کو تذبذب میں ڈال دیا تھا۔ ارجن کپور اور ملائیکہ کے درمیان بریک اپ کی خبریں انڈسٹری میں گرم ہیں اور نئی پوسٹ نے ان خبروں کو تقویت دی تھی۔ ملائیکہ اروڑا نے اپنی پوسٹ میں لکھا تھا کہ انہیں ایسے لوگ پسند ہیں جن پر وہ آنکھیں بند کر کے اپنی پیٹھ پیچھے بھروسہ کر سکتی ہیں۔ یاد رہے کہ ملائیکہ اروڑا اور ارجن کپور کے تعلقات کا آغاز 2018 میں ہوا تھا، اس سے قبل ملائیکہ اروڑا نے ار بازا خان سے شادی کی تھی جو 2017 میں ختم ہو گئی تھی۔

کاسٹ میں گفتگو کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ پاکستان میں جانوروں پر تشدد کے واقعات میں اضافہ دیکھا جا رہا ہے ان کا کہنا تھا کہ جانوروں پر تشدد میں نہ صرف بڑی عمر کے لوگ ملوث ہیں بلکہ بچے بھی ایسا کرتے ہیں۔ اداکارہ



نے کہا کہ چھوٹے بچوں کو حسن سلوک سکھانا والدین کی ذمہ داری ہے اور جب وہ جانوروں کے ساتھ اچھا سلوک کریں گے تو پھر بچے بھی یہ سیکھ جائیں گے۔ ثانیہ سعید کا کہنا تھا کہ جانوروں کے ساتھ گلے ملنے سے بچوں میں احساس ذمہ داری پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنا خیال رکھنا سیکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے معاشرے میں بچوں کی عزت نہیں کی جاتی اور ان پر اپنی مرضی مسلط کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

## والدین کی طلاق اور دوسری شادی کا علم

### اسکول کے بچوں سے ہوا، عقیدہ اوڈھو

لاہور: پاکستانی شوہز انڈسٹری کی نامور اداکارہ عقیدہ اوڈھو نے کہا کہ انہیں اپنے والدین کی طلاق کا علم اسکول کے بچوں سے ہوا۔ ایک تازہ پوڈ کاسٹ میں اپنے شوہز کیریئر، خاندانی حالات اور دیگر معاملات پر اظہار خیالات کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ جب ان کی عمر 7 برس تھی تو والدین میں طلاق ہو گئی۔ عقیدہ اوڈھو نے



## پاکستانی پروموٹر کے ساتھ کام، مادھوری

### ڈکشت نئے تنازعہ میں پھنس گئیں

ممبئی: بالی ووڈ اداکارہ مادھوری ڈکشت ہوسٹن سے تعلق رکھنے والے پاکستان نژاد پروموٹر ریحان صدیقی کے ساتھ کام کی وجہ سے تنقید کی زد میں آ گئیں۔ سوشل میڈیا پر اگست 2024 میں ٹیکساس کے شہر ہوسٹن میں ہونے والی مادھوری ڈکشت اور ریحان صدیقی کی تقریب کا ایک پوسٹر شیئر کیا گیا ہے جبکہ ریحان صدیقی کو بھارتی حکومت نے بلیک لسٹ کیا ہوا ہے۔ مادھوری ڈکشت پر زور دیا جا رہا ہے کہ وہ پاکستان نژاد پروموٹر کے ساتھ اپنے تمام روابط ختم کر کے اس پروگرام میں شرکت نہ کریں۔ اداکارہ کی جانب سے اب تک اس پروگرام کے متعلق کوئی رد عمل سامنے نہیں آیا ہے۔ گزشتہ ماہ اداکارہ کو رنج پر اسرائیل کے میزائل حملے کی مذمت



کرتے ہوئے ایک پیغام پوسٹ کرنے اور بعد میں حذف کرنے پر شدید رد عمل کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ مادھوری ڈکشت نے حال ہی میں مراٹھی فلم 'چنک پروڈیوس کی'، جس میں ادی ناتھ کوٹھارے، دلپ پر بھالک، بھارتی آچرے کراور دیگر نے کام کیا تھا جبکہ وہ ڈانس دیوانے 3 کی شوٹنگ میں بھی مصروف ہیں۔

## ثانیہ سعید نے بچوں اور جانوروں سے

### بدسلوکی کے خلاف آواز بلند کر دی

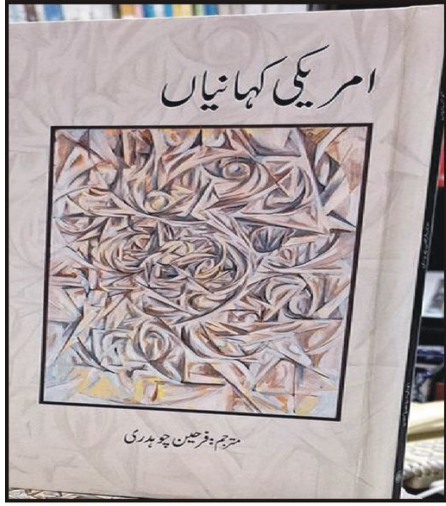
لاہور: شوہز انڈسٹری کی سینئر اداکارہ ثانیہ سعید نے معاشرے میں بچوں اور جانوروں کے خلاف پھیلی بدسلوکی کے خلاف آواز بلند کی ہے۔ ایک تازہ پوڈ



# ادبی ورثہ



مجموعے میں شامل بیشتر کہانیاں اس دور کی نمائندگی کرتی ہیں جب موجودہ دور کا ترقی یافتہ امریکہ اتنا ترقی یافتہ نہیں تھا بلکہ ترقی پذیر ممالک کی صف میں کھڑا تھا اور اس میں سماجی اور تہذیبی سطح پر بھی نہیں بلکہ معاشی اور سیاسی سطح پر بھی تیز تر تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں۔ ان کہانیوں میں ہمیں اس دور کے امریکی سماج کی تصویریں ملتی ہیں جنہیں دیکھے بغیر آج کے ترقی یافتہ امریکی اور مغربی سماج کی ہیئت کو نہیں سمجھا جاسکتا۔ ان کہانیوں میں چراگاہوں



اور میدانوں کا ذکر بھی ہے اور فلک بوس عمارتوں والے شہروں کا بھی۔ ایک طرف اگر سست رفتار دیہاتی زندگی کی جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں تو دوسری طرف تیز رفتار شہری زندگی کے مرقعے بھی ان میں جھلکتے ہیں۔ یوں ہم شمالی اور جنوبی امریکہ کے سماج کے اختلاف کو بھی سمجھ پاتے ہیں۔ اہم بات یہ ہے کہ یہ کہانیاں امریکی ادب کے مختلف لہجوں اور اسالیب کے ساتھ ساتھ اردو کے قارئین کو امریکی معاشرے کی رنگارنگی کو زیادہ بہتر انداز میں سمجھنے کا موقع بھی فراہم کرتی ہیں۔ اس کتاب کی مترجم فرحین چودھری معروف شاعرہ، افسانہ نگار اور ڈراما نگار ہیں اور عالمی ادب کا گہرا شعور رکھتی ہیں۔ انھوں نے ان کہانیوں کے انتخاب اور ترجمہ میں ایک خاص معیار کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ ان کی نثر رواں ہے اور ترجمے میں طبع ذات تحریر کی سی تازگی نظر آتی ہے۔ امید ہے اکادمی کی دیگر مطبوعات کی طرح یہ کتاب بھی قارئین کے ذوق پر پوری اترے گی۔

اصل آرٹ ہے۔ ان کی ڈرائنگز اور پینٹنگز شاعر کے بنیادی تصورات کی توضیح و تشریح میں بڑی معاون ثابت ہو رہی ہیں۔ فیض احمد فیض کی غزل تنہائی میں ڈھل چکی رات بکھرنے لگا تاروں کا غبار۔ لڑکھڑانے لگے ایوانوں میں خوابیدہ چراغ" کو انتہائی خوبصورتی کے ساتھ پینٹ کیا ہے کھڑکی کے باہر بادلوں سے جھانکتے ہوئے ستارے اور کئی منزلہ عمارت جس کے تمام کھلے دروازے اور بجھتا ہوا چراغ دکھایا گیا ہے۔ فیض احمد فیض صاحب کی ایک اور مشہور غزل دشت تنہائی میں اے جان جہاں، لرزاں ہیں تیری آواز کے سائے، تیرے ہونٹوں کے سراپ، ایک ہی تصویر میں پوری غزل کے ہر ایک مصرع کو انتہائی باریک بینی سے پینٹ کیا گیا ہے۔ سوچوں میں مشغول بیٹھا ہوا تنہا شخص اور اس کے پیچھے اس کی تمام سوچوں کو بھی پینٹ کیا گیا ہے۔ اسی طرح سے اور بہت سی مشہور غزلیں اور نظمیں مثلاً ترانہ مجاہدین فلسطین کے لیے، ہم جو تاریک راہوں میں مارے گئے، دل من مسافر من، خدا وہ وقت نہ لائے، وغیرہ پر بہت خوبصورت مصوری کی گئی ہے۔ غزل رقیب سے میں محبوب اور رقیب دونوں کو دکھایا گیا ہے، غزل مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ کو تین دفعہ الگ الگ انداز سے پینٹ کیا گیا ہے۔

## امریکی کہانیاں، مترجم: فرحین چودھری

پیش نامہ: ڈاکٹر نجیہ عارف

چیئر پرسن پاکستان اکیڈمی آف لیٹرز پاکستان امریکی قوم کی طرح، جس میں دنیا بھر کی اقوام کی نمائندگی موجود ہے، امریکی ادب کی بھی یہ خاصیت ہے کہ اس میں بہت سی تہذیبوں کی بوباس رچی بسی ہوئی ہے، جو شاید ہی کسی دوسری قوم کے ادب کو میسر ہو۔ زیر نظر کتاب میں ان کہانیوں کو ترجمے کے لیے منتخب کیا گیا ہے، جن کے مصنفین کو دنیا سے گزرے پچاس سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے اور اب یہ کہانیاں حقوق ملکیت دانش کے قواعد و ضوابط کے مطابق کسی فرد یا ادارے کی میراث نہیں، پوری دنیا کا مشترکہ سرمایہ ہیں۔ اس

## کلام فیض احمد فیض پر اسلم کمال

### کی مصورانہ تصنیف



تحریر: ارفع عاربی، میڈیا منیجر شاہ رحیم خان لوجہ

تصنیف کلام فیض احمد فیض اسلم کمال کی مصورانہ تصنیف ہے۔ اسلم کمال صاحب بنیادی طور پر ایک خطاط، مصور اور ڈیزائنر تھے مگر اس کے ساتھ ساتھ آپ ایک شاعر، نثر نگار، کالم نویس اور سفر نامہ نگار بھی تھے۔ آپ کلام اقبال کے لیے مشہور تھے اور گزشتہ 40 برسوں سے کلام اقبال کو مصور کر رہے تھے۔ اسلم کمال صاحب کی یہ کتاب بھی مشہور شاعر فیض احمد فیض کی مشہور غزلوں اور نظموں پر کی گئی مصوری پر مشتمل ہے۔ مصنف اسلم کمال لکھتے ہیں "میرے لیے ایک بے مثال اعزاز ہے کہ فیض احمد فیض جیسے عظیم شاعر نے مجھے اپنا کلام مصور کرنے کی دعوت دے کر مجھے معزز کر دیا"۔ یعنی کلام فیض پر یہ مصوری خود فیض احمد فیض کی فرمائش پر کی گئی۔ اسلم کمال صاحب کی تجزیاتی، فکری، روحانی اور تشریحی مصوری ان کے نقش، حروف اور رنگ کی پہچان ہے۔ ان کی انفرادیت، جامعیت، شناخت اور سلیبت ہی ان کا





# ادبی ورثہ



آ اک سجدہ کریں عالم مدہوشی میں  
لوگ کہتے ہیں کہ ساغر کو خدا یاد نہیں  
انتخاب: صدف مسکان

اس کا رنگ (شاعرہ: راحیلہ غزل)



اس کے رنگ میں رگ جاؤں گی  
اس کو جیسا روپ پسند ہے  
اس کے جیسی بن جاؤں گی  
بالکل ویسی نظمیں لکھوں گی  
جن نظموں کو پڑھ کر وہ اب  
پاگل پاگل سا پھرتا ہے  
میں بھی بالکل ویسی بن کر  
اس کو اپنا پاگل کر دوں گی  
مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے  
وہ مجھ سے نفرت کرتا ہے  
میں اس کی اس نفرت کو بھی  
اک دن یہ دنیا دیکھے گی  
اپنی محبت میں بھر دوں گی  
اس کو یہ معلوم نہیں ہے  
میں اک ضدی سی لڑکی ہوں  
جو اپنے محبوب کی خاطر  
اس دنیا سے لڑ جائے گی  
اس کو حاصل کرنے پائی  
تو یہ لڑکی مر جائے گی

تے انہاں پائیاں نے دھرت نوں دتا پانی لا  
ایس زرخیز زمین تے لوں لوں مھٹیاں زہر  
گٹھ گٹھ چڑھیاں لالیاں پھٹ پھٹ چڑھیا قہر  
ویہو لوی وا فیر دن دن وگی جھگ  
اوسنے ہر اک وائس دی انجھلی دتی ناگ بنا  
ناگاں کیلے لوک مونہہ بس فیر ڈنگ ہی ڈنگ  
پل او پل ای پنجاب دے نیلے پے گے انگ  
وے گلے اوں مٹے گیت فیر، ترکے اوں ٹٹی تند  
ترنجوں ٹٹیاں سہیلیاں چرکھڑے کوکر بند  
سے بیج دے بیڑیاں لڈن دیتاں روڑھ  
سے ڈالیاں پینگ اج پھلاں دتی توڑ  
جتھے وجدی سی پھوک پیار دی اوہ انجھلی گئی گواج  
راجھے دے سب ویر اج بھل گئے اوہدی جاج  
دھرتی تے لہو وسیا قبریں پیاں چوون  
پریت دیاں شاہ زادیاں اج وچ مزاراں روون  
وے اج سچھے قیدو بن گئے، حسن عشق دے چور  
اج کتھوں لیائے لہو کے وارث شاہ اک ہور  
اج آکھاں وارث شاہ نوں کتھوں قبریں وچوں بول  
تے اج کتاب عشق دا کوئی اگلا ورقہ پھول  
انتخاب: بشریٰ رضوان

غزل (شاعر: ساغر صدیقی)

ہے دعا یاد مگر حرف دعا یاد نہیں  
میرے نغمات کو انداز نوا یاد نہیں  
میں نے پلکوں سے دریا پہ دستک دی ہے  
میں وہ سائل ہوں جسے کوئی صدا یاد نہیں  
میں نے جن کیلئے راہوں میں بچایا تھا لہو  
ہم سے کہتے ہیں وہی عہد وفا یاد نہیں  
کیسے بھر آئیں سر شام کسی کی آنکھیں  
کیسے تھرائی چراغوں کی ضیا یاد نہیں  
صرف دھندلائے ستاروں کی چمک دیکھی ہے  
کب ہوا کون ہوا کس سے خفا یاد نہیں  
زندگی جبر مسلسل کی طرح کاٹی ہے  
جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں

غزل (شاعر: احمد ندیم قاسمی)

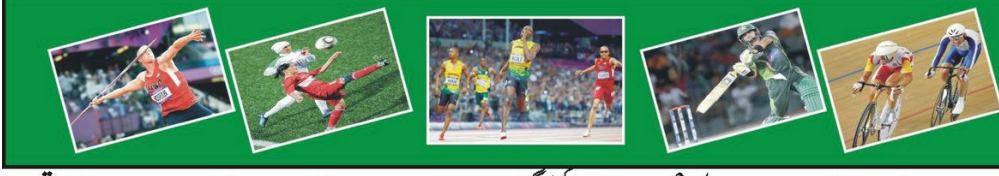
جب ترا حکم ملا ترک محبت کر دی  
دل مگر اس پہ وہ دھڑکا کہ قیامت کر دی  
تجھ سے کس طرح میں اظہار تمنا کرتا  
لفظ سوچھا تو معافی نے بغاوت کر دی  
میں تو سمجھا تھا کہ لوٹ آتے ہیں جانے والے  
تو نے جا کر تو جدائی مری قسمت کر دی  
تجھ کو پوجا ہے کہ اضنام پرستی کی ہے  
میں نے وحدت کے مفاہیم کی کثرت کر دی  
مجھ کو دشمن کے ارادوں پہ بھی پیار آتا ہے  
تری الفت نے محبت مری عادت کر دی  
پوچھ بیٹھا ہوں میں تجھ سے ترے کوچے کا پتہ  
تیرے حالات نے کیسی تری صورت کر دی  
کیا ترا جسم ترے حسن کی حدت میں جلا  
راکھ کس نے تری سونے کی سی رنگت کر دی  
انتخاب: مہوش انور

پنجابی نظم (شاعرہ: امرتا پریتم)



اج آکھاں وارث شاہ نوں کتھوں قبریں وچوں بول  
تے اج کتاب عشق دا کوئی اگلا ورقہ پھول  
اک روٹی سی دھی پنجاب دی توں لکھ لکھ مارے وین  
اج لکھاں دھیاں روندیاں تینوں وارث شاہ نوں کہن  
اٹھ درد مندوں دیاں دریاں اٹھ تک اپنا پنجاب  
اج نیلے لاشاں وچھیاں تے لہو دی بھری چناب  
کسے نے پنجاں پائیاں وچ دتی زہر رلا

# سپورٹس



کامیابی حاصل کی۔ جارچیا کی جانب سے خواجہ کورائیلینا نے میچ کے دوسرے منٹ میں گول کر کے ٹیم کو برتری دلا دی، میچ کے 57 ویں منٹ میں جارچیا میکونائڈز نے پینالٹی پر گول اسکور کر کے ٹیم کی برتری کو مضبوط کیا۔ جارچیا کے مد مقابل پرتگال کی دوسرے درجے کی ٹیم تھی کیونکہ پرتگال پہلے ہی گروپ فاتح کی حیثیت سے اگلے رائڈ میں پہنچ چکا ہے

**حمزہ خان نے انڈر 19 جونیئر**

**اسکواش چیمپئن شپ جیت لی**

کراچی: پاکستان کے حمزہ خان نے 31 ویں ایشین جونیئر اسکواش چیمپئن شپ کا بوائز انڈر 19 ٹائٹل جیت لیا جبکہ سہیل عدنان بوائز انڈر 13 چیمپئن بن گئے۔ ایونٹ کے دوران پاکستان نے 2 گولڈ، 2 سلور اور 4 برانز میڈل جیت لیے، ملائیشیا نے 3، بھارت نے



2 اور ہانگ کانگ نے ایک ایونٹ اپنے نام کر لیا۔ موصولہ اطلاعات کے مطابق اسلام آباد کے مصحف ضیا شہید انٹرنیشنل اسکواش کمپلیکس پر منعقدہ چیمپئن شپ کے فائنل کھیلے گئے، گزشتہ برس عالمی جونیئر چیمپئن بننے کا اعزاز پانے والے 18 سالہ حمزہ خان نے سید 3 ملائیشیا کے تھوڈینیل کو 3-0 سے مات دے کر بوائز انڈر 19 ایونٹ جیت لیا۔ بوائز انڈر 17 کیپ سید عبداللہ نواز سخت مقابلے کے بعد ملائیشیا کے نکہلی ویوار سے 3-2 سے شکست کھا گئے۔ بوائز انڈر 15 میں بھارت کے شیوانا گروال نے ملائیشیا کے محمد رزاق کو 3-1 سے زیر کر لیا۔ بوائز انڈر 13 میں سید 4 سہیل عدنان نے ہم وطن سید حنیفہ شاہد کو سخت مقابلے کے بعد 3-1 سے شکست دی۔

سے شکست دیکر دوسری بار عالمی چیمپئن بن گیا۔ کینسلٹن اول اسٹیڈیم بارباڈوس میں کھیلے گئے میچ میں جنوبی افریقی ٹیم ایک بار پھر بڑے مقابلے میں چوک کرائی اور



بھارت کے 176 رنز کے جواب میں 20 اوورز میں 8 وکٹوں کے نقصان پر 169 رنز بنا سکی۔ اس سے قبل بھارت 2007 میں پاکستان کو شکست دیکر پہلی بار ٹی 20 چیمپئن بنا تھا۔ بھارت اس ٹورنامنٹ میں فائنل تک ناقابل شکست رہا اور یہ ٹی 20 کی تاریخ میں پہلا موقع ہے جب کسی ٹیم نے بغیر کوئی میچ ہارے ٹرائی جیتی ہے۔ ٹورنامنٹ میں شاندار بولنگ کرنے پر جسریت بمرہ کو پلیئر آف دی ٹورنامنٹ کا ایوارڈ دیا گیا، انہوں نے آٹھ میچز میں 15 وکٹیں حاصل کیں جبکہ فائنل میں 76 رنز کی اننگز پرویرات کوہلی مین آف دی میچ قرار پائے۔

**یورو کپ 2024، جارچیا نے پرتگال**

**کو ہرا کر سب کو حیران کر دیا**

گیلنٹر چین: یورو کپ 2024 میں دوسرے درجے کی ٹیم جارچیا نے پرتگال کو 2-0 سے شکست دے کر سب کو حیران کر دیا۔ اس کامیابی کے ساتھ جارچیا نے بھی فائنل 16 میں جگہ بنا لی ہے، سابق سوویت جمہوریہ جارچیا نے پہلی بار کسی بڑے عالمی ایونٹ میں شرکت کی اور فیوریٹ پرتگال کو شکست دے کر تاریخی



**ومبلڈن میں دفاعی چیمپئن مارکیٹا**

**وونڈروسووا پہلے رائڈ میں ناک آؤٹ**

لندن: وومبلڈن چیمپئن شپ میں دفاعی چیمپئن مارکیٹا وونڈروسووا پہلے رائڈ میں ناک آؤٹ ہو گئیں۔ چیک ریپبلک کی مارکیٹا وونڈروسووا (Marketa Vondrousova) کو اسپین سے تعلق رکھنے والی عالمی نمبر 83 جیسیکا بوئاس مانیرو کے ہاتھوں 4-6، 2-6 سے حیران کن شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ مارکیٹا وونڈروسووا گزشتہ 30 برس میں پہلے ہی رائڈ میں باہر ہونے والی پہلی دفاعی چیمپئن ہیں۔ اس سے قبل 1994 میں جرمن لچنڈسٹیفی گراف ابتدائی رائڈ میں ہارنے والی آخری دفاعی چیمپئن تھیں جنہیں لوری میک نیل کے ہاتھوں شکست ہوئی تھی۔ جیسیکا بوئاس نے میچ میں کامیابی پر کہا کہ مارکیٹا وونڈروسووا کو شکست دینا میری زندگی اور کیریئر کے اہم ترین لمحات میں سے ایک ہے کیونکہ وہ دنیا کی بہترین کھلاڑیوں میں سے ایک ہیں اس لیے میچ میں مجھ پر کوئی دبا نہیں تھا۔ واضح رہے کہ مارکیٹا



وونڈروسووا گزشتہ ماہ برلن گراس کورٹ ٹورنامنٹ میں گر نے سے اپنے دائیں کوہے پر چوٹ لگنے کے بعد فٹنس کے شکوک و شبہات کے ساتھ لندن پہنچی تھیں جیسیکا بوئاس کو آخری 32 میں جگہ بنانے کے لیے رومانیہ کی اینا بوگڈان یا اپنی ہم وطن کرشینا بوکسا کا سامنا کرنا پڑے گا۔

**ٹی 20 فائنل میں جنوبی افریقا کو شکست،**

**بھارت دوسری بار عالمی چیمپئن بن گیا**

بارباڈوس: ٹی 20 ورلڈ کپ 2024 کے فائنل میں بھارت سنسنی خیز مقابلے میں جنوبی افریقا کو 7 رنز

# خصوصی رپورٹس



مبادلہ کے خساروں سے چھٹکارا حاصل کر سکیں اور بیرونی ترسیلات زر کے فوائد سے محروم نہ ہوں۔ وفاقی اخراجات ایک حساس معاملہ کیونکہ ان کا تعلق ملک کی سلامتی سے ہے۔ اس کے باوجود جن اخراجات کا تعلق غیر محارب وفاقی اخراجات سے ہے ان پر کٹوتی لگنی چاہیے۔ ہمیں یقین ہے کہ عسکری قیادت ان ضروری اقدامات پر عمل پیرا ہو سکتی ہے۔ سول انتظامیہ میں اخراجات کی کمی فی الوقت زیر غور ہے۔ اٹھارویں ترمیم نے تقریباً چالیس محکمہ صوبوں کو منتقل کیے تھے، جس سے ایسے اقدامات کا راستہ کھل گیا ہے کہ وفاق میں کچھ وزارتوں، ڈویژنوں، اور بڑی تعداد میں (خود مختار اور نیم خود مختار) اداروں کو بند کیا جاسکتا ہے۔ یہ اقدام ایک عرصے سے حل طلب ہے اور اب اس پر عمل کر ہی لینا چاہیے۔ ڈالر اور روپے کا خسارہ: پیٹرولیم مصنوعات (پیٹرولیم، تیل، چکنے مواد) کی درآمدات، ہماری کل درآمدی تخمینہ کا تقریباً ایک چوتھائی حصہ ہیں۔ ان میں سے فرنیس آئل (بھٹی کا تیل) اور ڈیزل پیٹرولیم ان درآمدات کا دو تہائی حصہ بنتے ہیں۔ اعلیٰ نوعیت کے فرنیس آئل درآمدات کی طلب بجلی کی پیداوار کے لیے مزید بڑھ جاتی ہے۔ اس مقدار کو نیچے لایا جا رہا ہے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کو بالکل صفر کر دیا جائے۔ ہماری دور دراز فاصلوں تک اشیا کی ترسیل کا 95 فیصد انحصار روڈ ٹرانسپورٹ پر ہے، اور سڑک کے ذریعے آمد و رفت میں ڈیزل کا استعمال سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ تکنیکی طور پر روڈ ٹرانسپورٹ میں ریل ٹرانسپورٹ کے مقابلے میں فی کلومیٹر تیل ایک تہائی زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ

سادہ اور واضح ہے۔ ہمیں اخراجات میں اس حد تک کمی لانی ہوگی جتنی ہماری آمدنی برداشت کرتی ہے، اور درآمدات کو بھی اتنا کم کرنا ہوگا جتنی برآمدات اور بیرونی ترسیلات زر برداشت کرتی ہیں۔ ایسا کرنا اس لیے لازم ہے کہ: قرضوں کی ادائیگی مالیاتی خساروں سے پیدا ہونے والے قرضوں کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ اگر اخراجات آمدنی سے مستقل بڑھتے رہے تو، خسارے بھی بڑھتے رہیں گے، اضافی خساروں کے نتیجے میں ہمارا قرض بھی بڑھتا رہے گا۔ چنانچہ اضافی قرضہ جات کی پیداوار کو فی الفور روکنے کی ضرورت ہے۔ اس رپورٹ میں پیش کی گئی تجاویز مختلف پیشہ ورانہ حلقوں اور اداروں میں زیر بحث رہی ہیں۔ ان تجاویز کو تکنیکی اور اقتصادی جائزہ کے مرحلے سے ایک بار پھر گزارنا لازمی ہے۔ تاہم کچھ تجاویز پر عمل ناگزیر ہے۔ بعض تجاویز مختصر ایہاں پیش کی جا رہی ہیں۔ سول انتظامیہ کے اخراجات میں کمی کرنے کی ضرورت ہے۔ ان میں توانائی کی رعایتیں، وفاقی رعایتیں، سول انتظامیہ کو دی جانے والی رعایتیں شامل ہیں۔ توانائی کے شعبے میں دی گئی رعایتوں کا سب سے ظالمانہ پہلو یہ ہے کہ یہ ماضی میں کیے گئے معاہدوں کے نتیجے میں پیدا ہوئی ہیں، اور ان معاہدوں میں توانائی کی اصل خریداری کی بجائے، بجلی کی پیداواری صلاحیت کی بنیاد پر پہلے سے متعین کردہ قیمت کی ادائیگی کو لازمی قرار دیا گیا تھا۔ ان معاہدوں پر نظر ثانی، ان میں ترامیم یا منسوخی کی ضرورت ہے۔ اگر اس کے نتیجے میں ہمیں یک وقتی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے، تو ہمیں اس بحران سے نکلنے کے لیے اس کو ادا کر دینا چاہیے۔ ایک دوسرا حل duty/equity swap ہے یعنی قرض دار کمپنی کا قرض نہ ادا ہونے کی صورت میں قرض دہندہ انہی قرضوں کی مالیت حصص خرید لے گا اور کمپنی میں حصہ دار بن جائے گا: اس کے معنی قرض کو حصص یا حصص کی ملکیت میں منتقل کرنا ہے۔ تاہم، یہ تجویز صرف پاکستانی سرمایہ کاروں پر لاگو ہونی چاہیے اور غیر ملکی سرمایہ کاری پر اس کا اطلاق نہیں ہونا چاہیے تاکہ ہم مستقبل میں زر

وفاقی بجٹ برائے سال 2024-25 پر

عورت فاؤنڈیشن کی تنقیدی جائزہ رپورٹ

عورت فاؤنڈیشن نے وفاقی بجٹ برائے سال 2024-25 پر اپنی تنقیدی جائزہ کی رپورٹ جاری کی ہے۔ یہ جائزہ رپورٹ پاکستان کے معروف ماہر اقتصادیات ڈاکٹر قیصر بنگالی نے عورت فاؤنڈیشن کے لیے تحریر کی ہے۔ اس رپورٹ کی اہم سفارشات درج ذیل ہیں۔ بجٹ 2024-25 میں لگائے گئے تمام تنزیل پندانہ ٹیکسوں کا نفاذ فوری طور پر ختم کرنے کی ضرورت ہے۔ انکم ٹیکس اسٹمپی کی حد 100،100 روپے ماہانہ یا 12 لاکھ روپے سالانہ سے شروع کی جائے۔ عورتوں پر غربت کے بڑھتے ہوئے منفی رجحانات کے پیش نظر انہیں خصوصی ٹیکس چھوٹ دی جانی چاہیے۔ خاص طور پر بیوہ، طلاق یافتہ، اور غیر شادی شدہ خواتین کو۔ تمام ضروری اشیا خورد و نوش بشمول دودھ، بچوں کی خوراک، بیکری کی مصنوعات، اسکولوں اور تعلیم کے لیے ضروری اشیا کو ٹیکس سے مکمل طور پر استثنیٰ دیا جائے۔ ادارہ جاتی سفارشات: پاکستان میں اقتصادی بحران کی بنیادی طور پر دو وجوہات ہیں۔ روپے کا خسارہ اور ڈالر کا خسارہ۔ دوسرے الفاظ میں انہیں بجٹ خسارہ اور تجارتی خسارہ کہا جاسکتا ہے۔ اس بحران نے ایسی صورتحال پیدا کر دی ہے جہاں اخراجات آمدنی سے دو گنا زیادہ اور درآمدات برآمدات سے دو گنا زیادہ ہیں۔ اور یہ دو طرح کے سو فیصد سے زائد خسارے گذشتہ دو دہائیوں سے قرضوں کی مدد سے پورے کیے جا رہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ قومی معیشت اب صرف قرضوں کی ادائیگی تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ ہماری معیشت بجائے اس کے کہ اپنی پیداواری بنیاد کو مستحکم کرتی یہ برسوں سے نہیں، دہائیوں سے مالیاتی بدانتظامی اور قرضہ معیشت کے ذریعے پر تعیش اخراجات کی صورتحال سے دوچار ہے۔ یہ واضح طور پر ناپائیدار صورتحال ہے، لہذا یہ بات حیران کن نہیں کہ قومی معیشت شدید جھٹکوں کی زد میں ہے۔ اس صورتحال کا حل

# خصوصی رپورٹس

پنجاب کے بھٹہ مالکان نے 15 جولائی سے صوبے بھر میں اینٹوں کے بھٹے بند کرنے کا اعلان کیا ہے۔

## بجٹ کے بعد پاکستان میں

مہنگائی 12 فیصد بڑھے گی، فح

اسلام آباد: بین الاقوامی کریڈٹ ریٹنگ ایجنسی فح نے آئندہ مالی سال 2024-25 میں پاکستان کی شرح نمو تین اعشاریہ چھ فیصد کے مقررہ ہدف کے مقابلے میں تین فیصد رہنے کی پیشگوئی کردی ہے۔ بین الاقوامی کریڈٹ ریٹنگ ایجنسی فح کی جانب سے پاکستان کے آئندہ مالی سال 2024-2025 کے مجوزہ بجٹ بارے جاری کردہ رپورٹ کے مطابق پاکستان میں آئندہ مالی سال میں مہنگائی بڑھنے کی شرح 12 فیصد اور شرح سود 16 فیصد تک آنے کی توقع ہے۔ فح کے مطابق فروری میں انتخابات کے بعد سے پاکستان کی ادائیگیوں کی صورتحال مسلسل بہتر ہو رہی ہے۔ ادارے کے مطابق برآمدات اور درآمدات میں فرق جی ڈی پی کے 0.3 فیصد تک آنے کی امید ہے اور



بہتر زرعی پیداوار بھی اس میں مدد کر رہی ہے، پچھلے سال برآمدات اور درآمدات میں فرق جی ڈی پی کا ایک فیصد تھا۔ فح کے مطابق آئندہ مالی سال کے بجٹ کے بعد آئی ایم ایف سے معاہدے کی امید بہتر ہے، اگلے مالی سال مالیاتی اہداف حاصل ہونا واضح نہیں ہے، حکومتی اقدامات سے بیرونی ادائیگیوں پر دباؤ کم ہوگا مگر ترقی کی شرح توقع سے کم رہ سکتی ہے۔ فح کے مطابق زرمبادلہ کے نظام میں بہتری سے بیرون ملک ستر سیل زر میں بہتری آئی ہے۔

## بھٹہ مالکان کا بھٹے بند کر نیکا اعلان

لاہور: پنجاب کے بھٹہ مالکان نے مطالبات کی منظوری تک بھٹے بند کرنے کا اعلان کیا ہے جس سے تعمیراتی شعبے کا کام متاثر ہونے کا امکان ہے۔ بھٹہ مالکان نے اینٹوں کے بھٹوں پر جبری مشقت اور چائلڈ لیبر کے خاتمے سمیت مزدور کی کم از کم اجرت کے تعین سے متعلق سفارشات وفاقی حکومت اور انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن (آئی ایل او) کو بھیج دیں ہیں۔ بھٹہ



مالکان ایسوسی ایشن نے اپنی سفارشات لاہور میں آئی ایل او کے تعاون سے ایمپلائز فیڈریشن پاکستان کی طرف سے منعقدہ بھٹہ مالکان کی تربیت کے لیے ورکشاپ میں پیش کیں۔ لاہور میں منعقدہ ورکشاپ میں آئی ایل او کے سابق کنٹری کوآرڈینیٹر برائے بھٹہ انڈسٹری بنیامین، ٹریڈز اور کنسلٹنٹ جاوید گل، ایمپلائز فیڈریشن پاکستان کے جنرل سیکریٹری نذر محمد، بھٹہ مالکان ایسوسی ایشن کے مرکزی چیئرمین شعیب خان نیازی، سینیئر وائس چیئرمین مہر عبدالحق، لاہور کے صدر رانا سحان سمیت مختلف اضلاع سے آئے ہوئے ایسوسی ایشن کے صدور نے شرکت کی۔ بھٹہ مالکان ایسوسی ایشن کے سینیئر وائس چیئرمین مہر عبدالحق نے بتایا کہ پاکستان میں بھٹہ انڈسٹری بحران اور مشکلات کا شکار ہے، بھٹہ انڈسٹری کے لیے زمینی حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے اپیشل قوانین بنانے کی ضرورت ہے۔ علاوہ ازیں، ایسوسی ایشن کے چیئرمین شعیب خان نیازی نے بتایا کہ کونسل کی قیتوں میں بے تحاشا اضافے اور موٹروے پولیس کی طرف سے کونسل لیکر آنے والے ٹرکوں کو بھاری جرمانے کیے جانے کی وجہ سے کونسل کی سپلائی متاثر ہو رہی ہے۔

ریلوے کی بحالی، اور دروازے کے فاصلوں تک اشیا کی ترسیل سڑک کے بجائے ریل کے ذریعے ہونی چاہیے تاکہ ڈیزل کم استعمال ہو اور اس کے نتیجے میں اس کی درآمدات اور زرمبادلہ پر بوجھ میں بھی کمی آئے۔ ان انتہائی اقدامات کے لیے، کسی نئے جائزے کا سوال غیر متعلق سا لگتا ہے۔ غربت سے مارا، قرض کے نیچے دبا خاندان، جس کی آمدنی محدود ہے، اس کے پاس سوائے اس کے کوئی چارہ باقی نہیں رہا کہ وہ دن میں تین کھانوں کی بجائے دو وقت کھانا کھائیں، وہ بھی اگر اس کی آمدنی اس کی اجازت دیتی ہو۔ غریب اور اب نچلا متوسط طبقہ بھی اب دو وقت روٹی کھانے پر مجبور ہیں۔

## گیس سلنڈر دھماکوں میں لاہور سرفہرست

لاہور: پنجاب میں غیر معیاری گیس سلنڈرز پھٹنے سے حادثات میں ہوشربا اضافہ ہو گیا۔ سلنڈر دھماکوں کی لسٹ میں لاہور پہلے نمبر پر آ گیا۔ فیصل آباد دوسرے اور راولپنڈی تیسرے نمبر پر ہے۔ ریسکیو رپورٹ کے مطابق ڈیڑھ سال کے دوران پنجاب میں سلنڈر پھٹنے کے 368 واقعات ہوئے جن میں 192 افراد شدید زخمی اور 19 افراد موقع پر جان کی بازی ہار گئے۔ لاہور



میں 126 واقعات رپورٹ ہوئے جن میں 81 افراد شدید زخمی اور 4 جان کی بازی ہار گئے۔ حکومت کی جانب سے ایل پی جی کی دکانوں کے لیے کوئی ضابطہ اخلاق ہی نہ بنایا جاسکا۔ گیس کا متبادل انتظام نہ ہونے کے باعث دکانوں کے خلاف کریم ڈان سے ایل پی جی مافیانے مزید لوٹنا شروع کر دیا۔ شہر میں بلیک میں ایل پی جی کی فروخت بھی جاری ہے۔

# لوگ کیا کہتے ہیں؟

سکے تو کم از کم صوبے میں سرکاری سطح پر اس ضمن میں سرکاری ہسپتالوں اور تعلیمی اداروں سمیت دیگر اہمیت کے حامل سرکاری اداروں کو شمشیر توانائی پر منتقل کرنے پر فوری توجہ کی ضرورت ہے تاکہ علاج معالجے کے عمل میں تعطل نہ آئے اور مریضوں و طبی عملے سمیت ان کے تیمارداروں کو اس مشکل وقت میں مزید مشکلات کا سامنا کرنے سے بچایا جاسکے۔

محمد عارف، پشاور

## قومی اتحاد و یکجہتی کا فقدان

مکرمی! پاکستان اور اسکے عوام کو آج تک جتنے بھی نقصان اٹھانا پڑے، جو بھی مسائل و بحران پیش آئے اور جب بھی ہماری آزادی بقا اور ترقی کے عمل کو ٹھیس پہنچی



اسکے پس پردہ عوامل میں دو عناصر ہمیشہ کار فرما رہے ہیں قومی اتحاد و یکجہتی کا نہ ہونا اور جہالت، کم علمی۔ یہ دونوں خرابیاں ہمارے ملک میں قائد کی وفات کے بعد سر اٹھا کر کھڑی ہو گئیں۔ اس عظیم لیڈر کے بچھڑنے کے بعد آنے والے قوتوں میں نام نہاد رہنماؤں نے ایک قوم اور ایک ملک کو تقسیم در تقسیم کیا۔ پہلے ہم صرف مسلمان تھے اور پاکستانی تھے تو دنیا ہمیں مستقبل کی ایک عظیم اسلامی قوت کے طور پر دیکھ رہی تھی مگر جب دشمنوں اور اغیار کی کاوشیں رنگ لائیں اور ہمارے وطن کی سیاست، رہبری، حکمرانی کی باگ ڈور، اقتدار، مال و دولت اور دنیاوی آسائشوں کی بھوک میں مبتلا نام نہاد رہنماؤں نے سنبھالی تو ہم پاکستان نہ رہے پنجابی، سندھی، بلوچی اور پٹھان ہو گئے پھر ہم اردو، پنجابی پشتو اور سرائیکی کی بنیاد پر ایک دوسرے سے دور ہوئے۔ ان اقتدار کی ہوس میں مبتلا مٹھی بھرا فرد اور نام نہاد مذہبی رہنماؤں کے اشاروں پر چل کر ہم نے جو کچھ پایادہ آجے پاکستان اور اس کے مسائل، خامیوں، خرابیوں اور سماجی حالت کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔

شیر سلطان ملک، ماڈل ٹاؤن لاہور

B6 بھی مناسب مقدار میں پایا جاتا ہے۔ طبی فوائد کے اعتبار سے حمص فابیر سے بھر پور غذا ہے جو نظام انہضام کو بہتر بنانے میں مدد دیتی ہے۔ یہ نباتاتی پروٹین سے بھر پور ایک غذا ہے۔ جو کہ جسم میں سوزش کم کرتی ہے اس لئے اگر شوگر کے مریض کھانے میں سات سے آٹھ کھانے کے چمچ پر مشتمل ایک پیالی آدھی چپاتی کے ہمراہ کھائیں تو ان کے جسم پر خاطر خواہ مثبت اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ تاہم شوگر کے مریضوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ گھر پر گلوکومیٹر رکھیں اور وقتاً فوقتاً اپنی شوگر چیک کرتے رہیں لیکن شوگر چیک کرنے کا بہتر وقت نہار پیٹ یا کھانے سے دو گھنٹے بعد کا ہے۔

حرفا افتخار، شانزہ رفیق، لاہور

## ہسپتالوں کو شمشیر توانائی پر منتقل کر نیکی ضرورت

مکرمی! سرکاری ہسپتالوں کو شمشیر توانائی پر منتقل کرنے اور ایکسپریس لائن بچھانے کے فیصلے پر عمل درآمد میں تاخیر کے باعث ہسپتالوں میں بجلی کے شدید بحران سے طبی عملے اور مریضوں کی مشکلات اور علاج معالجہ میں رکاوٹوں کا اندازہ لگانا زیادہ مشکل نہیں صوبہ کے



121 ہسپتالوں میں 10 گھنٹے سے زائد کی لوڈ شیڈنگ کی شکایات ہیں جاری حالات اور روز بروز بجلی کی بندش طویل لوڈ شیڈنگ اور بھاری بلوں کا صاحب استطاعت لوگوں کی طرف سے عوامی سطح پر شمشیر توانائی پر منتقل ہونے کا جو طریقہ کار اپنایا گیا ہے اس کی حوصلہ افزائی نہ بھی ہو

## ذیابیطس ایک عالمی مسئلہ

مکرمی! ذیابیطس ایک عالمی مسئلہ ہے دنیا بھر میں تقریباً 9.3 فیصد لوگ اس کا شکار ہیں اور ماہرین کے مطابق یہ شرح 2045 میں 10.9 فیصد تک بڑھ جائے گی۔ 2019 کے سروے کے مطابق پاکستان میں 19.8 فیصد لوگ ذیابیطس کے مریض تھے جب کہ شرح 2022 میں 26.7 فیصد تک بڑھ چکی ہے۔ ذیابیطس



کے مریض میں لبلے کی رطوبت انسولین کی کمی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ انسولین کی کمی کی وجہ سے خون میں شکر کی مقدار بڑھ جانے سے اہم جسمانی اعضا کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ ذیابیطس کے علاج کے لئے بہت ساری ادویات استعمال کی جاتی ہیں جن کا طویل عرصے تک استعمال دل کے بند ہونے جگر کے مسائل جسم میں سوزش ہڈیوں کی کمزوری اور فریکچر کا باعث بنتا ہے۔ اس لئے کچھ ایسے قدرتی اجزاء کے استعمال کی ضرورت ہے جو کہ ذیابیطس کو بھی کنٹرول کریں اور ان کا جسم پر کوئی نقصان بھی نہ ہو۔ عربی حمص ان میں سے ایک ہے جو کہ درج ذیل نباتاتی اجزاء سے مل کر بنتی ہے۔ مثلاً ابلے ہوئے سفید چنے، زیتون کا تیل، لہسن اور لیموں کا رس، نمک، کالی مرچ، خشک دھنیا، پانی اور سرخ مرچ وغیرہ۔ غذائی حقائق کے اعتبار سے 100 گرام حمص میں تقریباً 166 حرارے ہوتے ہیں۔ چکنائی 2.6 گرام پروٹین 7.9 گرام ہائیڈروجن 14 گرام فابیر 6.0 گرام جبکہ دیگر اجزاء میں میکیز فاسفورس آئرن زنک تھامین اور وٹامن

# انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر ایک نظر

مختلف اخبارات میں شائع ہونیوالی خبروں اور ہیومن رائٹس واچ کے رپورٹرز اور نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹس کے مطابق گزشتہ ماہ کے دوران ہونیوالی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی درج ذیل تفصیلات دی جا رہی ہیں

## 2 ملزمان کی نرس سے مبینہ اجتماعی زیادتی

ملتان کے علاقے لودھراں میں مبینہ طور پر دو ملزمان نے خاتون دوست کے ساتھ مل کر نرس کو اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنا کر ویڈیوز انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کر دیں۔ لودھراں سے تعلق رکھنے والی نرس نے بتایا کہ وہ اپنی ساتھی نرس سنیہ کے ساتھ لاری اڈہ میں قائم ہاسٹل میں رہائش پذیر ہے، جس نے مبینہ طور پر 16 اپریل کو فیضان اور فیصل نامی ملزم کے ساتھ مل کر اسے مبینہ زیادتی کا نشانہ بنوایا اور ویڈیوز بنا کر بلیک میلنگ کے بعد انہیں انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کر دیا۔ متاثرہ نرس کے مطابق سنیہ نے بتایا کہ اسپتال سے ایمر جنسی کال آئی ہے تو میرے ساتھ چلو اور اس نے ریٹ اے کار سے گاڑی منگوائی جو فیضان نامی لڑکا چلا رہا تھا، پھر دونوں مجھے اسپتال کے بجائے کسی گھر میں لے گئے اور وہاں پر ایک اور لڑکا فیصل بھی آیا۔ متاثرہ کے مطابق ملزم فیضان اور فیصل نے میرے ساتھ باری باری اجتماعی زیادتی کی جبکہ سنیہ نازیبا ویڈیوز اور تصاویر بناتی رہی اور پھر جب میں نے واقعے کا کسی سے ذکر کیا تو ان ویڈیوز کو انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کر کے قتل کی دھمکیاں دیں۔ متاثرہ خاتون نے دعویٰ کیا ہے کہ ملزمان کے بااثر ہونے کی وجہ سے پولیس نے مقدمے میں صرف اغوا کی دفع شامل کی جبکہ تفتیشی افسر نے دھمکیاں دیں اور میڈیکل تک نہیں کروایا جبکہ ملزمان کو تاحال گرفتار نہیں کیا گیا۔

## ماں نے کمسن بیٹی کو تشدد کے بعد قتل کر دیا

کراچی: نیو کراچی میں سفاک ماں نے اپنی کمسن بیٹی کو تشدد کا نشانہ بنانے کے بعد قتل کر دیا اور لاش یو پی موٹر کے قریب سرکاری اسپتال میں چھوڑ کر فرار ہو گئی۔ ایس پی نیو کراچی فیصل نور کے مطابق نیو کراچی سیکٹر ایلیون ڈی کے رہائشی شہباز احمد کی اہلیہ دو ماں قبل

اپنی کمسن بیٹی کو گھر سے لیکر نامعلوم مقام پر چلی گئی جس پر شہباز احمد نے اپنے سسرال جا کر بیوی اور بیٹی کے بارے میں معلوم کیا مگر انہوں نے کچھ نہیں بتایا اور کہا وہ بھی تلاش کر رہے ہیں۔ مقتولہ بچی کے والد نے اسپتال میں میڈیا کو بتایا وہ خود رکشہ ڈرائیور ہے اور اس کی شادی چار سال قبل ہوئی تھی۔ سفاک خاتون اپنی کمسن بیٹی کو قتل کرنے کے بعد لاش یو پی موٹر پر قائم سرکاری اسپتال میں چھوڑ چلی گئی اور اسپتال انتظامیہ کو کہا کہ فون نمبر پر بچی کے باپ کو اطلاع کر دیں، پولیس واقعے کی مزید تحقیقات کر رہی ہے۔

## بااثر افراد کا محنت کش پر تشدد، گود میں

### موجود 3 سالہ بچی گر کر جاں بحق

گوجرانوالہ میں بااثر افراد نے چوری کا الزام لگا کر محنت کش اور کمسن بچی کو مبینہ تشدد کا نشانہ بنا ڈالا۔ پولیس کے مطابق تھانہ لدھیوالہ وڈانچ کے علاقہ میں رضوان بچی لائبہ کو جوس دلانے جا رہا تھا کہ ملزمان نے اسے چوری کے الزام میں پکڑ کر تشدد کا نشانہ بنایا۔ تشدد کے دوران رضوان کی گود میں موجود تین سالہ لائبہ زمین پر گر گئے سے جاں بحق ہو گئی۔ پولیس کا کہنا ہے کہ ملزمان یاسر، افتخار اور ذوالفقار نے رضوان پر چوری کا الزام لگایا تھا، پولیس نے واقعے کی تفتیش شروع کر دی ہے۔

## دوسری شادی کی خواہش

### پرسر نے بیوہ بہو کو قتل کر دیا

کراچی: جھینس کالونی میں سرسرنے بہو کو بغدادی کے وار کر کے قتل کر دیا، پولیس نے ملزم کو گرفتار کر لیا، مقتولہ 5 بچوں کی ماں تھی۔ ایس ایچ اوسکھن صلاح الدین غازی کے مطابق جھینس کالونی روڈ نمبر 7 کمرشل ایریا کے رہائشی محمد رفیق نے اپنی بہو 45 سالہ کوثر زوجہ منظور احمد کو بغدادی کے پے در پے وار کر کے قتل

کر دیا۔ پولیس نے ملزم کو گرفتار کر کے آٹھ قتل برآمد کر لیا۔ مقتولہ کا شوہر 2 سال قبل کینسر میں مبتلا ہونے کے باعث انتقال کر گیا تھا۔ مقتولہ دوسری شادی کرنا چاہتی تھی جس پر سرسرنے منع کیا تو مگر وہ نہیں مانی۔ ہفتے کو تلخ کلامی کے بعد سرسرنے بہو کو قتل کر دیا۔ مقتولہ 5 بچوں کی ماں تھی اور ملزم سرسرنے رشتے میں بھانجی بھی تھی۔

## 13 سالہ لاپتہ لڑکے کی لاش گھر

### کی چھت پر رکھے ڈرم سے برآمد

لاہور: پنجاب کے دارالحکومت کے علاقے نشتر کالونی سے لاپتہ ہونے والے 13 سالہ بچے کی لاش گھر کی چھت پر رکھے ڈرم سے برآمد ہو گئی۔ تفصیلات کے مطابق لاہور کے علاقے نشتر کالونی سے لاپتہ ہونے والے 13 سالہ حبیب کی لاش گھر کی چھت پر رکھے ڈرم سے برآمد ہوئی ہے۔ پولیس کے مطابق اہل خانہ نے شبہ ظاہر کیا ہے کہ حبیب کو اس کے سوتیلے بھائی علی اصغر نے قتل کر کے لاش چھپائی کیونکہ گمشدگی کے بعد سے ملزم مفروز ہے۔ پولیس نے حبیب کی گمشدگی پر والد احمد یار کی درخواست پر اغوا کا مقدمہ درج کیا گیا تھا۔

## مصوم بچوں سے بد فعلی

### کرنے والے تین ملزمان گرفتار

لاہور: جوہر ٹاؤن پولیس نے مصوم بچوں سے بد فعلی کرنے والے تین ملزمان کو گرفتار کر لیا، ملزمان بچوں کو ڈرا دھمکا کے بد فعلی کرتے اور ویڈیوز بھی بناتے تھے۔ پولیس کو واقعات کی اطلاع ملی جس پر ایس ایچ اوجوہر ٹاؤن محمد ذکا نے ملزمان کو چند گھنٹوں میں ٹریس کر کے گرفتار کر لیا اور مقدمہ درج کر لیا۔ پولیس کے مطابق ملزمان کی شناخت عمر، رضا اور حبیب خان کے نام سے ہوئی، ملزمان کو مزید تحقیقات کے لیے انویسٹی گیشن ونگ کے حوالے کر دیا

گیا۔ ایس پی صدر ڈاکٹر غیور احمد خاں نے کہا ہے کہ کم سن بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی میں ملوث ملزمان کو قتل و واقعی سزائیں دلوائی جا رہی ہیں۔

## اغوا کی گئی بچی بے دردی سے قتل

پنجاب کے علاقے گوجرانوالہ میں پانچ روز قبل اغوا ہونے والی بچی کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق گوجرانوالہ کے تھانہ فیروز والا کی حدود سے پانچ روز قبل گھر کے باہر سے اغوا ہونے والی بچی کی لاش آج قریبی کھیتوں سے مل گئی۔ اہل خانہ نے بتایا کہ وہ بچی کو تلاش کر رہے تھے تو گھر کے قریب کھیتوں سے ایک لاش ملی جب اسے جا کر دیکھا تو وہ مغوی بچی کی لاش تھی۔ علاقہ مکینوں نے لاش ملنے کی اطلاع پولیس کو دی پولیس نے تصدیق کی کہ بچی کے جسم پر تشدد کے نشانات ہیں جبکہ زیادتی کے حوالے سے کوئی بھی بات میڈیکل رپورٹ آنے کے بعد کی جائے گی۔

## 2 کمسن بچیاں بازیاب

### اغوا کے الزام میں چاچی گرفتار

کراچی: اسٹیل ٹاؤن پولیس نے گلشن حدید لنک روڈ پر کارروائی کرتے ہوئے 2 کمسن مغوی بچیوں کو بازیاب کر کے ایک مبینہ اغوا کار خاتون کو گرفتار کر لیا۔ تفصیلات کے مطابق اسٹیل ٹاؤن پولیس مددگار 15 پولیس کی اطلاع پر گلشن حدید لنک روڈ پر کارروائی کرتے ہوئے 2 کمسن مغوی بچیوں کو بازیاب کر کے ایک مبینہ اغوا کار خاتون کو حراست میں لے لیا۔ پولیس نے بازیاب کرائی جانے والی 4 سالہ صنم اور 7 سالہ شباہ کو گلشن حدید میں واقع الحمد مت اسپتال منتقل کر دیا، ایس ایچ او اسٹیل ٹاؤن عنایت اللہ مروت نے بتایا کہ بازیاب کرائی جانے والی دونوں بچیاں یتیم ہیں۔ والد کا انتقال ہو گیا ہے جبکہ والدہ نے دوسری شادی کر لی ہے۔ دونوں بچیاں اپنے دادی کے ساتھ اوٹھ بستی میں رہائش پذیر ہیں۔ انھوں نے مزید بتایا کہ بچیوں کو ان کی سگی چاچی فائزہ زبردستی رکشے میں لیکر پہلے گھگھر پھانک کی جانب اور بعد ازاں لنک روڈ لے گئی جہاں رکشے والے کو شبہ ہوا تو اس نے اپنا رکشہ ایک مقام پر روک دیا جہاں بچیاں رونے لگیں۔ اسی دوران بچیوں کے چاچی نے انہیں مارنا پٹینا شروع کر دیا تو وہاں شہریوں کی بڑی تعداد بھی جمع ہو

گئی اور شہریوں نے خاتون چاچی کو تشدد کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ انھوں نے بتایا کہ مددگار 15 پولیس کی اطلاع پر علاقہ پولیس بھی موقع پر پہنچ گئی اور پولیس نے خاتون کو حراست میں لیکر دونوں بچیوں کو اپنی تحویل میں لینے کے بعد اسپتال منتقل کر دیا۔

## ماں پر تشدد کر نیوالے 2 ناخلف بیٹے گرفتار

راولپنڈی کے علاقے نصیر آباد میں پولیس نے کارروائی کرتے ہوئے والد پر تشدد کرنے والے 2 ناخلف بیٹوں کو گرفتار کر لیا۔ پولیس نے متاثرہ خاتون کی درخواست پر والدین تحفظ آرڈیننس کے تحت مقدمہ درج کر کے ملزمان کو فوری گرفتار کر لیا، ملزمان کو قتل و واقعی سزا دلوانے کے لیے تمام قانونی تقاضے پورے کیے جائیں گے۔ دوسری جانب والدہ کا کہنا ہے کہ میرے بیٹے راشد اور کاشف مجھے مارتے پیٹتے اور پریشان کرتے ہیں۔

## گھریلو تنازع پر ماں بیٹی

### کو بند کر کے دیوار چنوا دی گئی

حیدر آباد: گھریلو تنازع پر ماں بیٹی کو ایک کمرے میں بند کر کے باہر دیوار چنوا کر قید کر دیا گیا۔ لطیف آباد بی سیکشن پولیس نے کارروائی کرتے ہوئے گھریلو تنازع پر قید کی گئی ماں بیٹی کو بازیاب کر دیا۔ پولیس ترجمان کے مطابق کارروائی لطیف آباد یونٹ نمبر 5 کے ایک گھر میں کی گئی، جہاں گھریلو تنازع پر بھتیجیوں نے اپنی چچی اور اس کی بیٹی کو کمرے میں بند کر کے دروازے کے سامنے پختہ دیوار چنوا دی تھی۔ بھتیجے ماں بیٹی کو گھر کو بند کر کے فرار ہو گئے تھے۔ مقامی افراد نے پولیس مددگار 15 پر واقعے کی اطلاع دی، جس پر بی سیکشن پولیس نے پہنچ کر دیوار توڑ کر ماں بیٹی کو بہ حفاظت نکال کر اسپتال منتقل کیا۔ ماں اور بیٹی کو ایک دن قید کیا گیا تھا۔ خواتین کی شناخت مساتلیم جہاں زوجہ عبدالحق اور اس کی بیٹی دعا کے نام سے ہوئی ہے۔ پولیس علاقے میں پہنچی تو گھر کے مرکزی دروازے پر بھی باہر سے تالا لگا ہوا تھا۔ پولیس کے مطابق واقعے میں ملوث ملزمان کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔

## 12 سالہ بچہ زیادتی کے بعد قتل

ڈیرہ اسماعیل خان: درازندہ کے علاقے میں گزشتہ روز لاپتہ ہونے والا 12 سالہ بچے کی لاش ملی

گئی۔ لاش امن میلہ پیکٹ پل کے نیچے سے برآمد ہوئی۔ پولیس نے بچے کی لاش کو تحویل میں لیکر اسپتال منتقل کر دیا جہاں اس کا پوسٹ مارٹم کیا جائے گا۔ ابتدائی طبی معائنے کے مطابق 12 سالہ بچے کے ساتھ زیادتی کا بھی انکشاف ہوا تاہم اس کی حتمی تصدیق میڈیکل رپورٹ کے بعد ہی ہوگی۔

## گھر سے میاں بیوی کی لاشیں برآمد

لاہور: صوبائی دارالحکومت میں ایک گھر سے میاں بیوی کی لاشیں برآمد ہوئیں۔ پولیس کے مطابق باغبانپورہ میں واقع گھر میں دونوں میاں بیوی کمرے کی بالائی منزل پر مردہ حالت میں پائے گئے۔ لاشیں تقریباً 3 دن پرانی ہیں۔ دونوں میاں بیوی (عبدلطیف اور اس کی اہلیہ) گزشتہ 12 برس سے اپنے بھتیجے کے گھر بالائی منزل پر رہائش پذیر تھے۔ لاشیں برآمد ہونے کے بعد فرانزک ٹیموں نے شواہد اکٹھے کر لیے اور پولیس نے قتل سمیت مختلف پہلوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے تفتیش شروع کر دی ہے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ اصل حقائق پوسٹ مارٹم کے بعد سامنے آئیں گے۔ ابتدائی اطلاعات کے مطابق میاں بیوی 75 سالہ عبداللطیف اور 65 سالہ عابدہ بے اولاد تھے اور اپنے بھتیجے کے گھر بالائی منزل پر رہتے تھے۔

## قبرستان سے شیرخوار کی لاش غائب

### گارڈ سمیت 3 افراد گرفتار

لاہور: قبرستان سے تدفین کے اگلے ہی روز شیرخوار کی لاش غائب ہونے کے کیس میں پولیس نے گارڈ سمیت 3 افراد کو حراست میں لے لیا۔ پولیس کے مطابق میانی صاحب قبرستان سے شیرخوار کی لاش غائب ہونے کے واقعے کے بعد سیکورٹی گارڈ سمیت 3 افراد کو حراست میں لیا گیا ہے۔ واقعہ 23 اپریل کو پیش آیا تھا، جس پر پولیس نے نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کیا تھا۔ مدعی کی جانب سے بچے کی لاش چوری کے شبہ میں 15 افراد کو نامزد کیا گیا تھا، جس پر پولیس نے تمام پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے تحقیقات جاری رکھی ہوئی ہیں۔ پولیس کا کہنا ہے کہ تین ماہ کے بچے کو نامعلوم افراد نے تدفین کے کچھ گھنٹے بعد قبر سے نکال لیا تھا اور بچے کے والد عبدالرحمن نے اگلے روز کفن باہر نکلا دیکھ کر پولیس کو اطلاع دی تھی۔



# INTERNATIONAL NEWS

## بین الاقوامی خبریں

کر گئے۔ ہلاکتوں میں اضافے اور ہنگامہ آرائی کو روکنے میں پولیس کی ناکامی پر فوج کو طلب کر لیا گیا۔ عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق کینیا میں حکومت کی جانب سے نئے ٹیکسوں کے نفاذ پر عوام کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور سیکڑوں کی تعداد میں احتجاجی مظاہرین سڑکوں پر نکل آئے۔ مظاہرین نے پارلیمنٹ کے کچھ حصوں کو آگ لگا دی اور سڑکوں پر ٹائر جلا کر ٹریفک معطل کر دی۔ کئی مقامات پر پولیس اور مظاہرین کے درمیان جھڑپ بھی ہوئی۔ مظاہرین نے الزام عائد کیا کہ پولیس نے براہ راست گولیاں چلائیں جس کے نتیجے میں ہلاکتوں کی تعداد 13 سے تجاوز کر گئی جب کہ 100 سے زائد زخمی ہیں۔ ہلاکتوں میں اضافے کا خدشہ ہے۔ دوسری جانب پولیس کا کہنا ہے کہ مظاہرین نے پٹرول بم پھینکے اور گولیاں چلائیں جس کے جواب میں پولیس اہلکاروں کو اپنے دفاع میں فائرنگ کرنا پڑی۔ کینیا کے صدر ویلیم روٹو نے ملک میں امن وامان کی بحالی کے لیے فوج کو طلب کر لیا۔ پارلیمنٹ سمیت اہم عمارتوں کی سکیورٹی اب فوج کے حوالے کر دی گئی۔ دوسری جانب حکومت کا کہنا



ہے کہ تقریباً 10 ٹریلین شلنگ (78 \$ بلین) کے قرض کی ادائیگی کرنی ہے جو کینیا کی جی ڈی پی کے تقریباً 70 فیصد کے برابر ہے۔ عوامی دباؤ کے پیش نظر کئی ٹیکسوں جیسے روٹی کی خریداری، کار کی ملکیت اور موبائل سروسز کو واپس لے لیا تاہم حکومت اب ایندھن کی قیمتوں اور برآمدی محصولات میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ کینیا کی وزارت خزانہ نے 200 بلین شلین کے بجٹ خسارے کا خدشہ ظاہر کیا ہے۔

ملک بھر میں مختلف مقامات پر احتجاجی مظاہرے کیے گئے۔ مظاہرین نے حماس سے معاہدے میں ناکامی پر نیتن یاہو حکومت سے مستعفی ہونے اور فوری الیکشنز کا



مطالبہ کیا۔ اسرائیلی پولیس نے احتجاج کو کچلنے کے لیے اپنے یہودی شہریوں کو بھی نہ بخشا اور ان پر پل پڑی۔ پولیس نے رکن اسمبلی سمیت احتجاج میں شریک لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا۔ مظاہرین اور پولیس کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئیں۔ ٹائمز آف اسرائیل کے مطابق نئے مظاہرے معمول سے زیادہ بڑے تھے جن میں شریک لوگ وزیراعظم بینجمن نیتن یاہو پر شدید غصے ہیں کیونکہ اس نے گزشتہ ہفتے میڈیا کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے کہ وہ صرف ایک جزوی معاہدے پر دستخط کرنے کے لیے تیار ہے جس کے تحت غزہ میں اسرائیلی فوجی آپریشن جاری رہے گا۔ مظاہرین نے تقریروں کے بعد سڑکیں بلاک کر دیں اور رسول نافرمانی کی کوششیں دیکھنے میں آئیں۔ انہوں نے پیرس اسکوائر پر ڈھول بجاتے ہوئے جنگ بند کرو کے نعرے لگائے۔ مظاہرین نے وزیراعظم کے دفتر کے باہر آگ لگا دی اور یونین کے چیئرمین آنرون بارڈیوڈ سے مطالبہ کیا کہ وہ عام ہڑتال اور اسرائیلی معیشت کا پیہرہ جام کرنے کی کال دیں تاکہ حکومت پر حماس کے ساتھ معاہدہ کرنے کے لیے دباؤ لگایا جاسکے۔

### کینیا میں مہنگائی اور ٹیکسوں میں

اضافے پر ہنگامے؛ فوج طلب کر لی گئی

نیروبی: کینیا میں مہنگائی اور ٹیکسوں میں اضافے پر ملک بھر میں حکومت مخالف مظاہرے شدت اختیار

بھارت: ہندو دیوتا کے جشن میں بھگدڑ

سے 23 خواتین سمیت 107 افراد ہلاک

نئی دہلی: بھارتی گاؤں مغل گڑھی میں ہندو دیوتا شیو کے جشن کے پروگرام میں بھگدڑ مچ گئی جس کے نتیجے میں 107 افراد ہلاک ہو گئے۔ بھارتی میڈیا کے مطابق یہ واقعہ ریاست اتر پردیش کے ہاتھرس ضلع میں ست سنگ (ایک ہندو مذہبی تقریب) میں پیش آیا۔ تقریب میں کسی ایمر جنسی سے نمٹنے کے لیے کوئی احتیاطی تدابیر اختیار نہیں کی گئی تھی۔ بھگدڑ میں کچلے جانے والے 100 سے زائد افراد کو اپنی مدد آپ کے تحت پک اپ ٹرکوں، رکشوں اور یہاں تک کہ موٹر سائیکلوں پر شدید زخمی حالت میں اسپتال لایا گیا۔ اسپتال میں 107 افراد کی ہلاکت کی تصدیق کر دی گئی جن میں 23 خواتین، 3 بچے اور ایک مرد شامل ہیں جب کہ زخمیوں میں سے 6 کی حالت



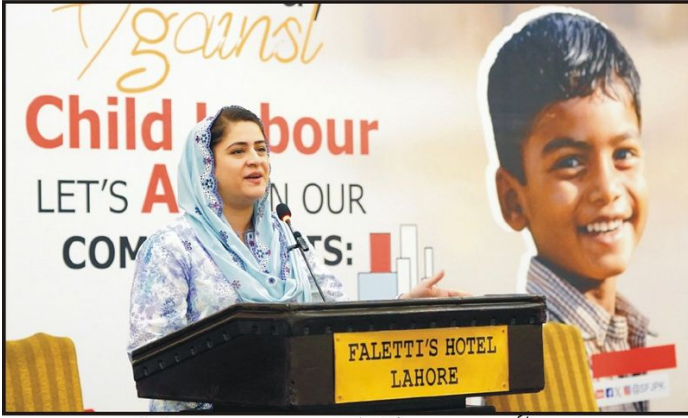
نازک ہونے کے سبب ہلاکتوں میں اضافے کا خدشہ ہے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ تاحال یہ واضح نہیں ہے کہ بھگدڑ کی وجہ کیا تھی تاہم عوام کی تعداد کا پنڈال میں گنجائش سے زیادہ ہونا ایک وجہ ہو سکتی ہے۔

### اسرائیل میں حکومت کیخلاف

لاکھوں افراد کا احتجاج

تل ابیب: اسرائیل میں لاکھوں شہری حکمران اتحاد کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے سڑکوں پر نکل آئے اور ریغالیوں کی رہائی کیلئے معاہدے کا مطالبہ کیا۔ ٹائمز آف اسرائیل اور ہارٹز کے مطابق اسرائیل کے بڑے شہروں تل ابیب، یروشلم، قیصریہ، حیفہ سمیت

# سوشل راؤنڈ اپ



چیئر پرسن چائلڈ پروٹیکشن یوروپ ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب سارہ احمد سرچ فارڈ سٹس کی جانب سے چائلڈ لیبر کیخلاف عالمی دن کے حوالے سے منعقدہ سیمینار میں شرکاء سے خطاب کر رہی ہیں



بجلی کے بھاری بلوں کیخلاف ملک گیر ہڑتال کے موقع پر اوپن ہنڈی میں تاجرا احتجاج کر رہے ہیں اور پشاور میں لوگ بجلی کے بل جلا رہے ہیں



لاہور: سرکاری ملازمین پر لگائے گئے ٹیکسز کے خلاف سول سوسائٹی کی تنظیمیں مظاہرہ کر رہی ہیں



فیصل آباد: گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کے زیر اہتمام منعقدہ ریسرچ پراڈکٹیو ایوارڈز کی تقریب میں ڈاکٹر فوزیہ نسیم کی انسانی حقوق اور شعبہ قانون میں ان کی خدمات کے اعتراف میں ایوارڈ دیا جا رہا ہے



لاہور: خواتین مال روڈ پر واقع آرٹ گیلری میں فن پاروں کی نمائش دیکھ رہی ہیں



لاہور: ایل بی جی ڈسٹری بیوٹر ایسوسی ایشن اور عوامی رکنش یونین کے زیر اہتمام احتجاجی مظاہرہ کیا جا رہا ہے



لاہور: بہبود آبادی کے عالمی دن پر محکمہ پاپولیشن ویلفیئر میں تقریب کے بعد شرکاء کا سیکرٹری پاپولیشن سلمان اعجاز اور ڈی جی ثمن رائے کے ساتھ گروپ فوٹو



## مرحباً گل بہار

### انعامات ہی انعامات



5 انعامات  
LED 24"



100 انعامات  
Special Gift Hamper



5 انعامات  
Microwave Oven



2 انعامات  
Unrath Ticket



10 انعامات  
Toasters



10 انعامات  
Gold Ear Rings

اب سر جانگل بہار کی خریداری پر چھتین ذھیروں انعامات۔ سر جانگل بہار کا لیبل اپنے فون نمبر اور شناختی کارڈ کی کاپی کے ہمراہ پوسٹ نمبر 66 لاہور کے پتہ پر ارسال کریں اور قرعہ اندازی میں شامل ہونے کا موقع حاصل کریں۔  
قرعہ اندازی 14 اگست 2016 کو ہوگی۔

f MarhabaLaboratoriespk

UAN: 111-152-152

www.marhaba.com.pk